لاہور

ہفت روزہ

ندائے خلافت

49

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

مسلسل اشاعت کا
31 واں سال

تنظیم اسلامی کا ترجمان

25 جمادی الاولیٰ تا یکم جمادی الاُخریٰ 1444ھ/ 20 تا 26 دسمبر 2022ء

انقلاب کے لیے کیسے لوگ درکار ہیں؟

یہ کہنا بالکل حق بجانب ہے کہ اب انسانیت کا مستقبل اسلام پر منحصر ہے۔ انسان کے اپنے بنائے ہوئے تمام نظریات ناکام ہو چکے ہیں۔ ان میں سے کسی کے لیے کامیابی کا اب امکان نہیں ہے، لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا صحیح نہ ہوگا کہ دنیا بس مفتوح ہونے کے لیے تیار بیٹھی ہے۔ اسلام کی خوبیوں پر ایک وعظ اور اس پر ایمان لانے کے لیے ایک دعوت نامہ شائع ہونے کی دیر ہے، پھر ایشیا، یورپ، افریقہ سب مسخر ہوتے چلے جائیں گے۔ ایک تہذیب کا سقوط اس طرح اچانک نہیں ہوا کرتا —— دنیا کو اسلام کی نعمت سے بہرہ ور کرنے کے لیے صرف اتنی بات کافی نہیں ہے کہ یہاں صحیح نظریہ موجود ہے۔ صحیح نظریہ کے ساتھ ایک صالح جماعت کی بھی ضرورت ہے۔ اس کے لیے ایسے لوگ درکار ہیں جو اس نظریے پر سچا ایمان رکھتے ہوں۔ ان کو سب سے پہلے اپنے ایمان کا ثبوت دینا ہوگا۔ اور وہ صرف اسی طرح دیا جاسکتا ہے کہ وہ جس اقتدار کو تسلیم کرتے ہیں، اس کے خود مطیع بنیں۔ جس ضابطے پر ایمان لاتے ہوں، اس کے خود پابند ہوں۔ جس اخلاق کو صحیح کہتے ہیں، اس کا خود نمونہ بنیں۔ جس چیز کو فرض کہتے ہیں اس کا خود التزام کریں اور جس کو حرام کہتے ہیں اسے خود چھوڑ دیں۔ اس کے بغیر تو ان کی صداقت آپ ہی مشتبہ ہوگی کجا کہ کوئی ان کے آگے سر تسلیم خم کرے۔ پھر ان کو اس فاسد نظام، تہذیب وتمدن وسیاست کے خلاف عملاً بغاوت کرنی ہوگی۔ اس سے اور اس کے پیروؤں سے تعلق توڑنا ہوگا۔ ان تمام فائدوں، لذتوں آسائشوں اور امیدوں کو چھوڑنا ہوگا جو اس نظام سے وابستہ ہوں اور اِس راہ میں تمام نقصانات، تکلیفوں اور مصیبتوں کو برداشت کرنا ہوگا۔ پھر انہیں وہ سب کچھ کرنا ہوگا جو ایک فاسد نظام کے تسلط کو مٹانے اور ایک صحیح نظام قائم کرنے کے لیے ضروری ہے۔ اس انقلاب کی جدوجہد میں اپنا مال بھی قربان کرنا ہوگا۔ اپنے اوقاتِ عزیز بھی صرف کرنے ہوں گے۔ اپنے دل ودماغ اور جسم کی ساری قوتوں سے بھی کام لینا ہوگا اور قید وجلاوطنی اور ضبط اموال اور تباہی اہل وعیال کے خطرات بھی سہنے ہوں گے اور وقت پر اپنی جانیں بھی دینی پڑیں گی۔ ان راہوں سے گزرے بغیر دنیا میں نہ کبھی کوئی انقلاب آیا ہے، نہ اب آسکتا ہے۔

دعوت اسلامی
محمد الغزالیؒ

اس شمارے میں

نوجوانانِ پاکستان سے اپیل!

زینت دنیا اور باقیات صالحات

کیا نظام باطل میں اطاعت رسولؐ ممکن ہے؟ (7)

پاکستان عالمی قوتوں کے شکنجے میں

تازہ ہوا کا ایک جھونکا (2)

ظلم سے باز رہے، مظلوم کا ساتھ دیجیے!

حضرت صالح علیہ السلام کی تبلیغ

سورۃ الشعراء | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 141تا

کَذَّبَتۡ ثَمُوۡدُ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ﴿۱۴۱﴾ۚۖ اِذۡ قَالَ لَہُمۡ اَخُوۡہُمۡ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوۡنَ ﴿۱۴۲﴾ۚ اِنِّیۡ
لَکُمۡ رَسُوۡلٌ اَمِیۡنٌ ﴿۱۴۳﴾ۙ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوۡنِ ﴿۱۴۴﴾ۚ وَ مَاۤ اَسۡـَٔلُکُمۡ عَلَیۡہِ مِنۡ اَجۡرٍ ۚ
اِنۡ اَجۡرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۴۵﴾ؕ اَتُتۡرَکُوۡنَ فِیۡ مَا ہٰہُنَاۤ اٰمِنِیۡنَ ﴿۱۴۶﴾ۙ

آیت: ۱۴۱ ﴿کَذَّبَتۡ ثَمُوۡدُ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ﴿۱۴۱﴾﴾ ''(اسی طرح) قومِ ثمود نے رسولوںؑ کو جھٹلایا۔''

آیت: ۱۴۲ ﴿اِذۡ قَالَ لَہُمۡ اَخُوۡہُمۡ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوۡنَ ﴿۱۴۲﴾﴾ ''جب ان کے بھائی صالحؑ نے انہیں کہا کہ کیا تم ڈرتے نہیں ہو؟''

آیت: ۱۴۳ ﴿اِنِّیۡ لَکُمۡ رَسُوۡلٌ اَمِیۡنٌ ﴿۱۴۳﴾﴾ ''یقیناً میں تمہارے لیے ایک امانت دار رسولؑ ہوں۔''

آیت: ۱۴۴ ﴿فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوۡنِ ﴿۱۴۴﴾﴾ ''پس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔''

آیت: ۱۴۵ ﴿وَ مَاۤ اَسۡـَٔلُکُمۡ عَلَیۡہِ مِنۡ اَجۡرٍ ۚ اِنۡ اَجۡرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۴۵﴾﴾ ''اور میں تم سے اس پر کسی اجر کا طالب نہیں ہوں، میری اجرت تو تمام جہانوں کے رب ہی کے ذِمّے ہے۔''

آیت: ۱۴۶ ﴿اَتُتۡرَکُوۡنَ فِیۡ مَا ہٰہُنَاۤ اٰمِنِیۡنَ ﴿۱۴۶﴾﴾ ''کیا تم چھوڑ دیے جاؤ گے ان (نعمتوں) میں یہاں امن سے!''

تمہارا کیا خیال ہے کہ تم ان سب چیزوں کے درمیان جو یہاں تمہیں میسّر ہیں، یونہی امن وسکون اور اطمینان سے ہمیشہ رہنے دیے جاؤ گے اور یہ نعمتیں کبھی تم سے جُدا نہ ہوں گی؟

درس حدیث

غیبت سے روکنے کا اجر وثواب

عَنۡ اَسۡمَاءَ بِنۡتِ یَزِیۡدَ رضی اللہ عنہا قَالَتۡ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ: ((مَنۡ ذَبَّ عَنۡ لَحۡمِ اَخِیۡہِ بِالۡغِیۡبَۃِ کَانَ حَقًّا عَلَی اللّٰہِ اَنۡ یُّعۡتِقَہٗ مِنَ النَّارِ)) (مسند احمد)

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس بندے نے اپنے کسی مسلم بھائی کی عدم موجودگی میں اُس کے خلاف کی جانے والی غیبت اور بدگوئی کی مدافعت اور جواب دہی کی تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے کہ آتشِ دوزخ سے اس کو آزادی بخش دے۔''

تشریح: مسلمان آپس میں اخوت کے رشتہ میں منسلک ہیں۔ ایک مسلمان کو زیب نہیں دیتا کہ وہ دوسرے مسلمان کی غیبت کرے یا اُس کی عدم موجودگی میں اُسے بُرا بھلا کہے۔ اس کے برعکس اگر کسی مسلمان بھائی کی کہیں برائی بیان کی جارہی ہو یا اُس کی شخصیت پر کیچڑ اچھالا جارہا ہو تو وہ ازراہ ہمدردی اُس کی مدافعت کرے گا یعنی بدگوئی کرنے والے کو بدگوئی سے روکے گا۔ اُس کے اس عمل سے اللہ تعالیٰ اُس کی بخشش کا ذمہ لے لیتا ہے۔

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نوجوانانِ پاکستان سے اپیل!

کیا آپ نے کبھی دیکھا کہ کسی گھر میں جواں سال مریض جان کنی کی حالت میں پڑا ہو، اُس کی نبض ڈوب رہی ہو۔ ڈاکٹر کے چہرے سے مایوسی ٹپک رہی ہو۔ وہ بار بار نفی میں سر ہلا رہا ہو۔ کبھی ایک نسخہ تجویز کررہا ہو اور کبھی دوسرا، اور گھر والوں سے دعا کے لیے کہہ رہا ہو۔ لیکن اُس گھر کے مکین دوا اور علاج کے لیے دوڑ دھوپ کرنے کی بجائے اور اللہ سے مریض کی شفا اور صحت یابی کے لیے گڑگڑا کر دعائیں کرنے کی بجائے، راگ رنگ میں مصروف ہوں یا ٹیلی ویژن پر کرکٹ میچ دیکھتے ہوئے تالیاں پیٹ رہے ہوں یا گھر میں رنگا رنگ تقریبات منعقد کر رہے ہوں یا سیر و تفریح اور پکنک منانے کا پروگرام بنا رہے ہوں۔ اگر اہلِ خانہ کی ذہنی حالت درست ہے تو ایسا ہرگز ہرگز ممکن نہیں۔

ہم اُس قوم کی حالت اپنے ذہن میں دہرا رہے ہیں جو اب 75 سال کی ہو چکی ہے۔ کسی قوم کے لیے یہ عمر اگرچہ بھرپور جوانی کی نہیں لیکن بڑھاپا بھی ہرگز نہیں ہے۔ بعض ریاستیں تو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مزید توانا ہو جاتی ہیں۔ جیسے چین اور بھارت اِس عمر کو پہنچے ہیں تو اُن کی توانائی عالمی سطح پر محسوس کی جا رہی ہے، جبکہ جواں سال پاکستان انتہائی لاغر اور کمزور حالت میں بستر پر پڑا ہے۔ ایسے محسوس ہوتا ہے کہ اُس کا خون نچوڑا جا چکا ہے۔ اُس کی ہڈیوں کا گودا نکالا جا چکا ہے یا اِس کو کوئی ایسا موذی مرض لاحق ہو گیا ہے کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے قابل نہیں۔ دنیا جہاں اور خود پاکستان کے اندر سے یہ آوازیں اُٹھ رہی ہیں کہ اب بچتا نظر نہیں آتا۔ عالمی سطح پر ایک انتہائی طاقتور اتحاد اپنے دانت تیز کر رہا ہے۔ سفید سامراج پاکستان کے اندر کارروائی کرنے کی باتیں سرکاری سطح پر کر رہا ہے لیکن گردن گھما کر دیکھیں، کوئی اضطراب، بے چینی، بے قراری، کوئی تشویش یا کم از کم پریشانی ہی آپ کو محسوس ہوتی ہے؟ شادیوں کا موسم ہے، شادیانے بج رہے ہیں۔ واپڈا کی پھیلائی ہوئی تاریکی کو جنریٹروں کی گڑگڑاہٹ سے روشنی میں بدلا جا رہا ہے۔ دھن کمانے اور اندھا دھند کمانے کا موسم تو 75 سال سے یکساں ہے، اُس کے بدلنے کا تو کوئی سوال ہی نہیں۔ حرام حلال گویا پرانے زمانے کی

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
25 جمادی الاولیٰ تا یکم جمادی الاخریٰ 1444ھ جلد 31
20 تا 26 دسمبر 2022ء شمارہ 49
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگرانِ طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقامِ اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 20 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......800 روپے
بیرونِ پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (10800 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org
''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

کہانیاں ہیں۔ بے حیائی اور بدکرداری کو روشن خیالی سے آگے بڑھ کر ’ٹرانس جینڈر‘ کا لباس پہنا دیا گیا ہے۔ جشن آزادی پر چھوٹے بڑے، مرد، عورتیں سب ناچتے ہیں اور اگلی نشستوں پر براجمان مذہبی لیڈروں کے ماتھے پر شکن تک نہیں آتی۔

یہ اُس پاکستان کی کہانی ہے جسے دشمن نے 1971ء میں وار کر کے دولخت کر دیا تھا۔ اب وہی دشمن عالمی اتحاد کی صورت اختیار کر کے بدترین وار کرنے کی تیاریوں کو آخری شکل دے رہا ہے۔ لیکن ہم باہم دست وگریبان ہیں۔ ہم دولت کی دیوی کے پجاری بن چکے ہیں۔ اسی کے آگے سربسجود ہیں۔ دائیں بائیں کیا ہو رہا ہے، ہمیں کچھ غرض نہیں۔ یہ لمحۂ فکریہ ہے کہ آج ہمارے وزیراعظم کہہ رہے ہیں کہ IMF نے ہمیں زنجیریں پہنادی ہیں ہماری رائے میں کوئی کسی کو زنجیریں نہیں پہنا سکتا جب تک کہ زنجیریں پہننے والے یہ زنجیریں پہننے کے لیے اپنے ہاتھ پاؤں خود آگے نہ کریں۔

حقیقت یہ ہے کہ حکمران اشرافیہ کی لوٹ مار اور اُن کی عیش و عشرت سے ہم پر آج وہ وقت آ گیا ہے کہ ہر طرف ڈیفالٹ ڈیفالٹ کی پکار لگ رہی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہم ڈیفالٹ کریں یا نہ کریں قرضوں کی محتاجی سے تو کسی طور ہماری جان چھوٹتی نظر نہیں آتی اور مقروض فرد ہو، گروہ ہو یا ریاست کبھی آزاد فیصلے نہیں کر سکتے۔ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ ان حالات میں بھی ہماری اشرافیہ مفادات کی چھینا جھپٹی میں پڑی ہوئی ہے۔ ہاں کچھ دانشور اندرون اور بیرون ملک ڈرائنگ رومز میں بیٹھ کر کسی قدر تشویش کا اظہار کر رہے ہیں۔ لیکن متوقع تباہی و بربادی سے محض اظہارِ تشویش سے بچا نہیں جا سکتا، اِس کے لیے قوم کے ہر فرد خصوصاً نوجوانانِ پاکستان کو اُٹھ کھڑا ہونا ہوگا۔ ابھی مہلت ہے، ابھی مریض کے رکتے ہوئے سانس کو بحال کیا جا سکتا ہے۔ جوش اور ہوش دونوں کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے مل بیٹھ کر کوئی لائحہ عمل طے کرنا ہوگا۔ ماضی پر نگاہ ڈالنی ہوگی۔ کہاں سے ڈی ٹریک ہوئے۔ کیوں کج راہ ہوئے۔ مرض کی درست تشخیص ہو پھر علاج کے لیے نسخہ تجویز ہو۔

ہماری رائے میں استحکامِ پاکستان کے لیے تحریکِ پاکستان جیسا عزم لیکن انداز مختلف اپنانا ہوگا۔ قیام پاکستان کے لیے مسلمان ووٹ کی ضرورت تھی۔ متقی پرہیزگار اور فاسق و فاجر مسلمان کا ووٹ ایک جیسا تھا۔ لہٰذا زبان کی نوک پر آئے ہوئے اِس نعرہ سے کام چل گیا: ’’پاکستان کا مطلب کیا: لا الٰہ الا اللہ‘‘۔ اب دفاعِ پاکستان، بقاءِ پاکستان اور استحکامِ پاکستان کے لیے لا الٰہ الا اللہ میں ’’محمد رسول اللہ‘‘ کا اضافہ بھی کرنا ہوگا۔ اِسے ذہنی اور قلبی طور پر تسلیم کرنا ہوگا اور اِسے عملی شکل بھی دینا ہوگی، جیسے کوئی انسان مسلمان تو صرف کلمہ طیبہ پڑھنے سے ہو جاتا ہے لیکن اچھا مسلمان اللہ اور رسول ﷺ کے احکامات کی پابندی کے بغیر نہیں بن سکتا۔ ہماری سوچی سمجھی رائے یہ ہے کہ مملکت خداداد پاکستان کو بچانے کا واحد راستہ یہ ہے کہ انفرادی اور اجتماعی سطح پر توبہ کی جائے۔ ہر پاکستانی مسلمان اپنی ذات پر بھی اسلام نافذ کرے اور جس مقصد کے لیے پاکستان بنایا گیا تھا یعنی ایک اسلامی فلاحی ریاست قائم کی جائے گی اُس مقصد کے لیے تن من دھن لگا دے۔ اگر ہم نفاذِ اسلام میں کامیاب ہو جائیں اور دنیا کو اسلامی ریاست کا ایک حقیقی نمونہ دکھا دیں تو پاکستان نہ صرف جانبر ہو جائے گا بلکہ ایک قوت بن کر ابھرے گا، ان شاء اللہ۔

ہم ایک بار پھر نوجوانانِ پاکستان سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ قیام پاکستان کے بعد ہماری قیادت سے نفاذ اسلام کے حوالے سے جو مجرمانہ کوتاہی ہوئی اُس کا ازالہ کریں۔ ملک کی بقا و سلامتی کے لیے سنجیدگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے نفاذِ اسلام کی جدوجہد میں شامل ہو جائیں۔ وہ سوچیں اور غور کریں کہ پاکستان کا مستقبل ہی اُن کا مستقبل ہے۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ پاکستان کا مستقبل تاریک ہو اور اُن کا مستقبل روشن ہو جائے۔ جس کسی کو ارضِ پاکستان سے محبت ہے وہ جان لے کہ پاکستان جسم ہے اور اسلام اِس کی روح ہے۔ روح اِس قفس سے پرواز کر گئی تو اِس لاشے کو نوچنے کے لیے چیل اور گدھ تیار بیٹھے ہیں۔

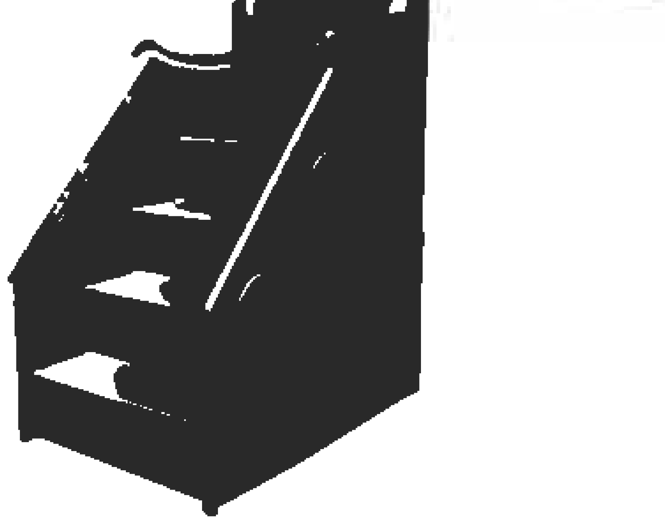

زینت دنیا اور باقیات صالحات

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے 09 دسمبر 2022ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

مرتب: ابوابراھیم

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

آج سورۃ الکہف کی آیات 45 و 46 کا مطالعہ یاددہانی کے لیے مختصراً پیش کرنا مقصود ہے۔ سورۃ الکہف کے بارے میں ہم جانتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے جمعہ کے دن اس کی تلاوت کی ہمیں تلقین فرمائی۔ جمعہ کی تیاری اور اس کے اعمال کا ذکر بھی احادیث میں ملتا ہے۔ آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جو بھی جمعہ کے دن سورۃ الکہف کی تلاوت کا اہتمام کرتا ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کو دجال کے فتنے سے محفوظ رکھے گا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک کوئی فتنہ دجال کے فتنے سے بڑا نہیں۔ چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ فرض نمازوں میں اس دعا کا اہتمام فرماتے تھے:

((واعوذبک من فتنة المسیح الدجال))

''اور اے اللہ! میں مسیح الدجال کے فتنے سے تیری پناہ میں آنا چاہتا ہوں۔''

دجال کے فتنے سے ہر نبی نے پناہ مانگی اور اپنی امت کو تنبیہ فرمائی اور اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں بھی تنبیہ فرمائی اور اس ضمن میں سورۃ الکہف کی تلاوت کی تلقین فرمائی، شب جمعہ (جمعرات مغرب سے لے کر) جمعہ کی مغرب تک جس وقت بھی ممکن ہو اس کا اہتمام کرنا چاہیے۔ مکمل سورت کی تلاوت زیادہ موزوں ہے تاہم اگر کسی کے پاس وقت کی کمی ہے تو وہ پہلی یا آخری دس آیات کی تلاوت کا اہتمام کر لے۔ اسی طرح احادیث میں ان دس آیات کے حفظ کا ذکر بھی ملتا ہے کہ جو ان دس آیات کو حفظ کر لے وہ دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا چاہے دجال اس کے سامنے آجائے۔ اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ بہرحال یہ اس قدر قیمتی سورت ہے۔

آج ہم اس اہم سورت کی دو آیات کا مطالعہ کریں گے ان شاءاللہ۔ پہلی آیت میں فرمایا:

﴿وَاضۡرِبۡ لَهُمۡ مَّثَلَ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا كَمَآءٍ اَنۡزَلۡنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخۡتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الۡاَرۡضِ فَاَصۡبَحَ هَشِيۡمًا تَذۡرُوۡهُ الرِّيٰحُ﴾ (آیت:45) ''اور بیان کیجیے ان کے لیے مثال دُنیا کی زندگی کی' جیسے پانی کہ ہم نے اسے اتارا آسمان سے' پھر اس کے ساتھ مل جل کر نکل آیا زمین کا سبزہ' پھر وہ ہو گیا چورا چورا' اڑائے پھرتی ہیں اسے ہوائیں۔''

دنیا کی حقیقت کو بیان کیا جا رہا ہے۔ اس دنیا و مافیہا کی اوقات کو بیان کیا جا رہا ہے جس کے حصول کے چکروں میں پڑ کر آدمی اپنی عاقبت (آخرت) کو برباد کر لیتا ہے۔ ایک طرح سے یہ وارننگ دی جا رہی ہے کہ تم کس چیز کے پیچھے پڑے ہو؟ حالانکہ تمہیں کس چیز کی فکر ہونی چاہیے۔ یہ موضوع قرآن حکیم کے ہر صفحے پر ملے گا۔ یہاں تک کہ نماز کی ہر رکعت میں ہم دہراتے ہیں:

﴿مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ۝﴾

''جزا وسزا کے دن کا مالک ومختار ہے۔''

تہائی قرآن حکیم کم وبیش آخرت کے بیان پر مشتمل ہے کیونکہ آخرت ہی انسان کی اصل منزل ہے، یہاں آخرت کی تیاری کرے گا تو وہاں اچھا صلہ پائے گا۔ آخرت کی یاددہانی اس لیے بھی ضروری ہے کہ انسان یہاں آخرت کو مدنظر رکھے گا، اس پر یقین رکھے گا تو اس کے اعمال میں سدھار آئے گا۔ ورنہ ہم لوگ ٹیڑھے ہو جاتے ہیں، قاتل، ڈاکو، غاصب اور ظالم بن جاتے ہیں، یہ حرکتیں تب ہوتی ہیں جب بندہ اپنی اوقات کو بھول جائے اور اپنے آپ کو کچھ سمجھ بیٹھے۔ حالانکہ انسان کچھ بھی نہیں ہے۔ اس آیت میں دنیا کی زندگی کی مثال دے کر سمجھایا جا رہا ہے کہ جیسے زمین خشک ہوتی ہے، اللہ آسمان سے بارش برسا دیتا ہے اور زمین کے اندر روئیدگی (فصل کو اگانے کی صلاحیت) activate ہو جاتی ہے۔ کونپلیں پھوٹتی ہیں، پودے بنتے ہیں، فصل اُگتی ہے اور لہلاتی نظر آتی ہے۔ پھر وقت آتا ہے کہ وہ فصل چورا چورا ہو جاتی ہے اور پھر ہوائیں اس کو اڑاتی پھرتی ہیں۔ جیسے بارش کے پانی کے قطروں سے اس فصل کے اُگنے کا عمل شروع ہوتا ہے اسی طرح انسانی تخلیق کا آغاز بھی ایک قطرے سے ہی ہوتا ہے اور وہ قطرہ بھی ایسا ناپاک کہ اخراج پر بندہ ناپاک ہو جاتا ہے، جب تک غسل مسنون نہ ہو بندے کی نماز نہیں ہوتی، لباس کے ساتھ لگ جائے تو لباس ناپاک ہو جاتا ہے۔ یہ ہمارے مادی جسم کی حقیقت ہے جو اسی فصل کی طرح خاک میں مل جانا ہے۔ ہمارا اصل وجود ہماری روح ہے جس کی طرف ہماری کوئی توجہ نہیں ہے۔ اسی روح کی بدولت انسان کو اشرف المخلوقات بنایا گیا تھا۔ انسانیت کا شرف، اس تکریم اس روح کی بدولت ہے۔

جبکہ مادی جسم فصل کی مانند ہے۔ پانی کے ایک حقیر قطرے سے پیدا ہوتا ہے، ماں کے بطن میں آٹھ نو مہینے رہتا ہے۔ جب دنیا میں آتا ہے تو پیارا لگتا ہے، سب ناز اٹھاتے ہیں، پھر ہوتے ہوتے اللہ تعالیٰ اس کو جوان کر دیتا ہے، جیسے فصل لہلہاتی ہے۔ لیکن کیا یہ لہلہاتی فصل ہمیشہ کے لیے ہوتی ہے؟ اسی طرح انسان کی زندگی بھی ہمیشہ کے لیے نہیں ہوتی۔ جیسے فصل ایک وقت آتا ہے کہ ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے، بھس میں تبدیل ہو جاتی ہے اور ہوا اس کو اُڑاتی پھرتی ہے۔ اسی طرح بندے پر ایک وقت آتا ہے کہ وہ بڑھاپے میں سہارے کے بغیر کھڑے نہیں ہو پاتا۔ اپنی بنیادی حاجات کو پورا کرنے کے لیے وہ بیچارہ کسی اٹنڈنٹ کا محتاج ہو جاتا ہے۔ اللہ دکھا رہا ہے کہ تمہارا اپنے وجود پر بھی اختیار نہیں۔ اللہ نے اختیار ہمیں صرف عمل پر دیا ہے جس پر ہم اللہ تعالیٰ کے ہاں جوابدہ ہیں۔ جان رکھو کہ یہ فصل بھی ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے، اور تم بھی ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے، تم بھی مٹی ہو جاؤ گے، مگر عمل باقی رہے گا۔ اللہ تعالیٰ یہ حقیقت مختلف پیرایوں میں اور مختلف انداز سے جا بجا قرآن حکیم میں ذکر فرماتا ہے۔ اللہ ہم سب کو اس کا یقین عطا فرمائے۔

آگے فرمایا:

﴿وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ۝45﴾ ”اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔“

دنیا کی فصل چورا چورا ہو گئی، مٹی مٹی ہو گئی، ہوائیں اس کو اِدھر اُدھر اڑاتی پھر رہی ہیں۔ معاملہ ختم ہو گیا۔ لیکن تمہارا معاملہ ختم ہو جانے والا نہیں ہے۔ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ۝55﴾ ”اسی (زمین) سے ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے اور اسی میں ہم تمہیں لوٹائیں گے اور اسی میں سے ہم تمہیں ایک مرتبہ پھر نکالیں گے۔“

چنانچہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، جو عتیق قرار پائے۔ ایک مرتبہ وہ تشریف لائے تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”جس کو جہنم سے آزاد شدہ شخص دیکھنا ہو وہ ابوبکر کو دیکھ لے۔“ (رضی اللہ عنہ)۔ اس نسبت سے ان کا لقب عتیق ہے۔ ہمارے اساتذہ فرماتے ہیں کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر لازم تھا یہ یقین رکھنا کہ وہ جہنم سے آزاد کر دیے گئے ہیں لیکن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خوفِ آخرت کا عالم یہ تھا کہ وہ کہتے تھے: ”کاش میں ایک چڑیا ہوتا جو مر جاتی ہے، مٹی میں کھپ جاتی لیکن اس کی دوبارہ زندگی یا دوبارہ حساب کتاب کا معاملہ نہیں ہوتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کاش میں ایک تنکا ہوتا، چورا چورا ہو جاتا تو زمین کا حصہ بن جاتا اور اس کو دوبارہ زندگی نہ ملتی، اس کا حساب کتاب نہ ہوتا۔ جنہیں جنت کی بشارت محمد مصطفی ﷺ دیں ان کی آخرت کے حوالے سے فکرمندی کا یہ عالم تھا۔ ایک ہم ہیں کہ جنہیں آخرت کی کوئی فکر ہی نہیں، روز جنازوں میں شریک ہوتے ہیں لیکن پھر موت کو بھول جاتے ہیں۔ جن کو جنت کی بشارتیں ملیں ان کی فکرِ آخرت کا عالم کیا ہے اور ہمارا عالم ہے۔ اس پر ہمیں غور کرنا چاہیے۔ آگے فرمایا:

﴿اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾

”مال اور بیٹے دُنیوی زندگی کی زینت ہیں۔“

یہ مال، بیٹے گھر گرہستی کا نظام چلانے کے لیے ضرورت بھی ہیں۔ کاروبار چلانے کے لیے، معاشی تگ و دو کے لیے مال ضروری ہے، اولاد ضروری ہے۔ گھروں کا وجود میں آنا ضروری ہے مگر یہ سارا کچھ دنیا کی عارضی زینت ہے، یہ صرف آزمائش کے لیے، یہ ہمیشہ کے لیے نہیں ہے۔ یہ زمین اللہ نے بنائی، اس میں وسائل رکھے۔ انسانی زندگی کو موزوں بنایا، اللہ نے یہاں موافق حالات بنائے، بالکل ٹھیک ہے۔ بندہ نکاح بھی کرے گا، اس کی معاشی سرگرمی بھی ہوگی۔ جائز طریقے پر معاشی محنت کرنا اور اپنے گھر والوں کی کفالت کرنا یہ ذمہ داری دینی اعتبار سے بھی بنتی ہے کوئی حرج کی بات نہیں ہے، اس کو بندہ ایک فریضہ کے طور پر اللہ

پریس ریلیز 16 دسمبر 2022ء

سقوطِ ڈھاکہ نظریۂ پاکستان کو عملی تعبیر نہ دینے کا نتیجہ تھا

شجاع الدین شیخ

سقوطِ ڈھاکہ نظریۂ پاکستان کو عملی تعبیر نہ دینے کا نتیجہ تھا۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ 16 دسمبر کو یومِ سیاہ قرار دینے، ایک دوسرے کو پاکستان کو دولخت کرنے کا الزام دینے اور خود کو اس سانحہ سے بری الذمہ قرار دینے سے موجودہ پاکستان کے مسائل حل نہیں ہوں گے۔ اگر آزادی ملنے کے فوراً بعد اِسلام کا عادلانہ نظام حقیقی معنوں میں نافذ ہو جاتا تو پاکستان نہ صرف دولخت نہ ہوتا بلکہ خطے کا انتہائی مضبوط اور مستحکم ملک بن کر ابھرتا اور جغرافیائی فاصلے کے باوجود ملک کے دونوں حصے ایک دوسرے کی تقویت اور استحکام کا باعث بنتے۔ درحقیقت سانحہ ڈھاکہ کی فوری وجہ یہ بھی تھی کہ عوامی رائے، عوامی مینڈیٹ اور عوامی فیصلے کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا گیا۔ اُنھوں نے اس بات پر زور دیتے ہوئے کہا کہ ہم پارلیمانی جمہوریت، صدارتی نظام اور مارشل لاء آزما چکے ہیں لیکن پاکستان کے حالات نہ صرف سدھر نہ سکے بلکہ اُن میں مزید بگاڑ پیدا ہو گیا۔ لہٰذا صرف ایمان ہی نہیں زمینی حقائق بھی اس بات پر شاہد ہیں کہ پاکستان کی بقا اور سلامتی کے لیے اسلامی نظام کا قیام ناگزیر ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ ہم وہ خوش قسمت قوم ہیں جس کی دنیا اور آخرت دونوں کی کامیابی اسلام سے جڑی ہوئی ہے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

اوراس کے رسول ﷺ کی تعلیم کے مطابق ادا کرے گا تو اجر بھی پائے گا۔ لیکن بس یہ دنیا کا معاملہ چلنے چلانے کے لیے ہے۔

جگہ جی لگانے کی یہ دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

اسی مال اور دنیا کے پیچھے بندہ دیوانہ ہوکر حرام خوریوں میں لگ جاتا ہے، آخرت کو بھول جاتا ہے، سودخوری، بے حیائی، چوری، ڈاکہ، قتل وغارت گری تک نوبت جا پہنچتی ہے۔ ایسا تب ہوتا ہے جب مال دنیا کا بت بنا کر اس کی پوجا کی جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((تَعِسَ عَبْدُالدینار، وَعَبْدُالدرہم)) ''ہلاک ہو گیا دینار کا بندہ اور درہم کا بندہ''۔

یعنی بندہ تو اللہ کا بنا تھا لیکن اللہ کی بندگی چھوڑ کر مال کی بندگی میں لگا ہے۔ دن رات اسی مال کا دیوانہ، حلال حرام کی بھی تمیز نہیں۔ اللہ کے فرائض اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کی اس کو کوئی فکر نہیں۔ حرام سے بچنے کی کوئی فکر نہیں۔ یہ سب کیا ہے؟ اسی سورت کے آخر میں بتایا گیا:

''آپؐ کہیے: کیا ہم تمہیں بتائیں کہ اپنے اعمال کے اعتبار سے سب سے زیادہ خسارے میں کون ہیں؟' وہ لوگ جن کی سعی وجہدُ دنیا ہی کی زندگی میں گم ہوکر رہ گئی اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔''

(آیت:103،104)

جو دنیا ہی کے چکر میں لگے رہے اور آخرت کو بھول گئے۔ بعض لوگ اولاد کے پیچھے دیوانے ہوجاتے ہیں۔ کسی نے بڑا تلخ جملہ لکھا ہے لیکن سمجھانے کے لیے بیان کیا جاتا ہے کہ آج کل بچوں کو خدا سمجھ کر پالا جاتا ہے۔ کیا مطلب؟ ہر بات کس کی مانی ہے؟ اللہ کی مانی ہے لیکن یہاں اولاد کی جائز وناجائز ہر بات ماننے کے چکر میں لوگ لگ گئے، حلال وحرام کی تمیز بھی بھلا دی اور ان کی دنیا بنانے کے چکر میں اپنی آخرت کو برباد کر رہے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ فرمار ہے ہیں: ''بڑا ہی نادان ہے وہ شخص کہ جو دوسروں کی دنیا بنانے کے چکر میں اپنی آخرت کو برباد کرلے۔''

اولاد اللہ کی نعمت ہے، اس کی قدر کریں، اس کی فکر کریں، تربیت کریں، اس کی جائز حاجات پوری کریں۔ روٹی، کپڑا، مکان، تعلیم صحت سب کی فکر کرسکتے ہیں مگر حلال ذریعے سے اور اس قیمت پر نہیں کہ ان کے چکر میں پڑ کر اللہ کے دین کے فرائض کو پامال کرلیں، حلال وحرام کی تمیز کو بھول جائیں اور نتیجتاً اپنی آخرت کو برباد کرلیں۔ فرائض دینی صرف جمعہ کی دو رکعت نماز تک محدود نہیں بلکہ اللہ کے دین کی دعوت کا کام کرنا بھی فرض ہے، اللہ کے دین کو قائم کرنے کی جدوجہد میں اپنا حصہ ڈالنا فرض ہے۔ یہ فرائض آج حصول دنیا کے چکر میں پڑ کر یہ اُمت بھول گئی۔

یاد رکھیے! اللہ کے ہاں محض ان خونی رشتوں کی کوئی قدر و وقعت نہیں بلکہ اللہ کے ہاں صرف ایمان کے رشتے کی قدر ہے۔ بیٹا تو نوح علیہ السلام کا بھی تھا۔ عرض کیا: ﴿نَادٰی نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ﴾ ''پکارا نوحؑ نے اپنے رب کو اور کہا کہ اے میرے پروردگار! میرا بیٹا میرے اہل میں سے تھا۔''

رب نے فرمایا:

﴿قَالَ یٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ ۖ﴾ ''اللہ نے فرمایا کہ اے نوحؑ! وہ تمہارے اہل میں سے نہیں ہے، اس کے اعمال غیر صالح ہیں۔''

چاہے خونی رشتہ ہے لیکن اللہ کہتا ہے کہ اگر ایمان پر نہیں ہے، پیغمبر کی تعلیم پر نہیں ہے تو تمہارے گھر والوں میں سے نہیں ہے۔ ہم اللہ کا شکر کریں کہ مسلمان ہیں، اللہ نے مسلمانوں کے گھر میں پیدا کردیا۔ البتہ اس پر کفایت نہ کریں، اس پر قانع نہ ہوجائیں۔ اب شعوری وحقیقی ایمان کی کوشش کریں، وہ ایمان جو دل میں ہو تو عمل اس کا ثبوت پیش کرے۔ بندہ 24 گھنٹے رب کا بندہ اور محمد رسول اللہ ﷺ کا امتی نظر آئے۔ اس ایمان کے حصول کے لیے محنت کریں جو آخرت کا اصل خزانہ ہے، جبکہ یہ مال اور اولاد تو دنیا کی زینت ہیں، یہ دنیا میں ہی رہ جائیں گے، آخرت میں کچھ کام نہیں آئیں گے۔ آگے فرمایا: ﴿وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَیْرٌ اَمَلًا ﴿۴۶﴾﴾

''اور باقی رہنے والی نیکیاں بہت بہتر ہیں تیرے رب کے نزدیک' ثواب کے لحاظ سے بھی اور امید کے اعتبار سے بھی۔''

یہ آپ اور میری اصل جمع پونجی اور اصل سرمایہ ہے جو آپ کے اور میرے ساتھ جانے والا ہے یعنی باقیات الصالحات (باقی رہنے والی نیکیاں)۔ اہل علم نے فرمایا کہ وہ تمام فرائض جو اللہ نے ہم پر عائد کیے ہیں ان کو ادا کرنا وہ نیکیاں ہیں جو باقی رہنے والی ہیں۔ ایک رائے یہ ہے کہ حرام سے بچنا بھی نیکی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ کی حرام کردہ باتوں سے بچتا ہے اس کا اللہ کے ہاں وہی مقام ہے جو اس شخص کا مقام ودرجہ ہے جو روزانہ رات کو نوافل ادا کرتا ہے اور ہمیشہ دن میں روزے رکھتا ہو۔ (جامع ترمذی) ہمارے ہاں اعمال کے فضائل تو بیان ہوتے ہیں بالکل ان فضائل کو بیان کرنا چاہیے تاکہ اعمال کو کرنے کا شوق پیدا ہو لیکن حرام سے بچنے کی طرف توجہ بھی دلائی جانی چاہیے اور حرام سے بچنے کے فضائل بھی بیان ہونے چاہئیں۔ باقیات الصالحات میں کلمات، فرائض وواجبات کو ادا کرنا بھی شامل ہے۔ احادیث میں کچھ کلمات کی حضور ﷺ نے تلقین فرمائی جو ہم سب کو یاد ہیں وہ ہمارے معمولات میں رہنے چاہئیں: سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَ اللهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اُمتی جب یہ کلمات ادا کرتا ہے تو اللہ اس کے لیے جنت میں ہر کلمہ کے بدلے ایک درخت لگا دیتا ہے۔ اگر اپنی کھیتی ادھر بڑھانی ہے تو ان کلمات کو اپنے معمولات میں شامل رکھنا چاہیے۔ اسی طرح نیک اولاد بھی باقیات الصالحات میں شامل ہے۔ ایک دلچسپ بات حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کی روایت میں بیان ہوئی ہے کہ ایک شخص کو جہنم میں ڈالا جارہا ہوگا اور اس کی نیک بیٹیاں درمیان میں آجائیں گی اور التجا کریں گی کہ یا اللہ! اس باپ نے تو ہماری تربیت کے لیے بہت محنت کی، اس کو جہنم سے بچالے۔ اللہ اس بندے کو جہنم سے بچالے گا۔ بیٹے اللہ کی نعمت اور بیٹیاں اللہ کی رحمت ہیں اگر ان کی تربیت اسلام کے مطابق کی جائے۔

اللہ کے ہاں ڈالر، پاؤنڈ، یورو کا مسئلہ نہیں ہے وہاں تو بس نیک اعمال اور نیکیوں کی قدر و قیمت ہے۔ یہ میرا اور آپ کا اصل سرمایہ ہے۔ کسی کو ہم دفن کرکے واپس آتے ہیں تو اس کا پیسہ، گاڑی، سب کچھ باہر رہ جاتا ہے، بس اس کا عقیدہ اور اعمال اُس کے ساتھ جاتے ہیں اور انہی کی بنیاد پر آخرت میں فیصلہ ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان باتوں کا فہم اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

کیا نظامِ باطل میں اطاعتِ رسولؐ ممکن ہے؟ (7)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

(گزشتہ سے پیوستہ)

پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

ظاہر بات ہے کہ وہ وقت آ کر رہے گا اور یہ خلافت عالمی سطح پر قائم ہو گی' اس لیے کہ اس کی خبر تو حضورﷺ نے دی ہے۔ پھر اس کا کہیں نہ کہیں سے تو آغاز ہو گا۔ کہاں سے ہو گا' اس کے بارے میں ہم نہیں جانتے۔ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی خطہ ارضی کو یہ سعادت عطا فرمائے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کسی اور مسلمان ملک کو اس کے لیے قبول فرمالے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ تمام مسلمان ممالک کو رد (reject) کر کے کسی نئی قوم کو ایمان لانے کی توفیق عطا فرما دے اور ان کے ہاتھوں نظامِ خلافت کا آغاز فرمائے۔ بلکہ میں آخری بات کہہ رہا ہوں کہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مسلمانوں کو پہلے کسی دشمن سے پٹوائے' ان کا بھرکس نکلوائے اور پھر اسی قوم کو اسلام کی توفیق دے دے اور ان کے ذریعے خلافت کو قائم فرمائے۔ اسلامی تاریخ میں ایک بار پہلے ایسا ہو چکا ہے' جس کے بارے میں اقبال نے کہا تھا: ؎

ہے عیاں یورشِ تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے!

تاتاریوں نے لاکھوں نہیں' کروڑوں مسلمانوں کو قتل کیا اور پورے کے پورے ملک تہس نہس کر دیے۔ پورا افغانستان' سارے کا سارا ترکستان کا علاقہ' پورا ایران اور اکثر حصہ عراق کا تہس نہس ہو گیا۔ یہ قتل ہونے والے کہنے کو تو مسلمان تھے لیکن ایمان اور عملِ صالح ان کے ہاتھ سے جاچکا تھا' جیسے آج ہمارا حال ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے انجام سے بچائے اور ہمیں توفیق دے کہ ہم ایمان اور عملِ صالح کا حق ادا کر سکیں۔

تاتاری بالکل وحشی لوگ تھے۔ ان کے ہاتھوں ایسے بھی ہوا کہ کسی وحشی سردار نے کسی شہر کو فتح کیا تو وہاں کی ساری آبادی کو قتل کر دیا۔ پھر ان کے سر علیحدہ کیے اور ان سروں کو جمع کر کے ایک پہاڑی سی بنا دی۔ پھر اس پہاڑی پر تخت بچھایا گیا اور اس وحشی سردار نے اس تخت پر بیٹھ کر شراب پی۔ لیکن پھر آپ نے دیکھا کہ وہ تاتاری جن سے اللہ نے مسلمانوں کو اتنی سخت سزا دلوائی' وہی ایمان لے آئے۔ انہی کے یہ چار سلسلے تھے: ترکانِ سلجوقی' ترکانِ تیموری' ترکانِ صفوی اور ترکانِ عثمانی۔ پھر جیسی کبھی عظیم سلطنت روما ہوتی تھی ویسی عظیم سلطنت عثمانیہ قائم ہوئی اور خلافت بھی عربوں میں ختم ہو کر ترکوں کے پاس آگئی--------- قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے: ﴿وَاِنۡ تَتَوَلَّوۡا يَسۡتَبۡدِلۡ قَوۡمًا غَيۡرَكُمۡ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوۡنُوۡۤا اَمۡثَالَكُمۡ ﴿۳۸﴾﴾ (محمد) ''اور اگر تم پیٹھ دکھا دو گے تو اللہ تمہاری جگہ کسی دوسری قوم کو لے آئے گا' پھر وہ تمہاری طرح کے نہیں ہوں گے۔''

خلافت اور حاکمیت میں فرق

ان تین وعدوں کے نتیجہ کا ذکر آیت کے اگلے حصے میں ہے جو اس آیت کا بہت ہی پیارا ٹکڑا ہے: ﴿يَعۡبُدُوۡنَنِىۡ لَا يُشۡرِكُوۡنَ بِىۡ شَيۡـئًا ؕ﴾ ''وہ میری ہی بندگی کریں گے اور میرے ساتھ کسی شے کو شریک نہیں کریں گے''۔ یہ ہے خلافت' جبکہ ایک ہے حاکمیت۔ ان دونوں میں فرق ہے۔ حاکمیت یہ ہے کہ میں حاکم اور مختارِ مطلق ہوں لہٰذا جو چاہوں کروں۔ فرعون کا بھی یہی دعویٰ تھا: ﴿اَلَيۡسَ لِىۡ مُلۡكُ مِصۡرَ وَهٰذِهِ الۡاَنۡهٰرُ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِىۡ ۚ﴾ (الزخرف:51) ''کیا مصر کی حکومت میرے ہاتھ میں نہیں ہے اور یہ نہریں جو میرے (محلات کے) نیچے بہہ رہی ہیں (میرے اختیار میں نہیں ہیں)!'' یعنی دریائے نیل کا آبپاشی کا جو بھی نظام ہو گا اس کے بارے میں اس کا دعویٰ تھا کہ یہ میرے حکم کے تحت ہے' لہٰذا میں جس کو چاہوں گا پانی دوں گا اور جس کو چاہوں گا نہیں دوں گا۔ اختیار میرا ہے اور میں مختارِ مطلق ہوں۔ یہی تو تھا اس کا خدائی کا دعویٰ۔

آج اتنا فرق واقع ہوا ہے کہ خدائی کا دعویٰ ایک شخص نہیں کرتا بلکہ پوری قوم کرتی ہے کہ ہم حاکم ہیں (we are sovereign) لہٰذا ہم جو چاہیں گے قانون بنائیں گے۔ آج کہا جاتا ہے ملاؤں کو ہم نہیں مانتے اور ان کی حکومت تسلیم نہیں کرتے۔ کوئی نہیں چاہتا کہ ملاؤں کی حکومت ہو' لیکن مطلوب یہ ہے کہ کتاب و سنت کی بالادستی ہو۔ خلافت میں انسان کی حاکمیت کا تصور ہی نہیں ہے' بلکہ انسان کی حیثیت خلیفہ کی ہے اور حاکم و مالک اللہ ہے: ﴿قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾ مَلِكِ النَّاسِ ۙ﴿۲﴾ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ﴿۳﴾﴾ (الناس) ''کہو میں پناہ میں آتا ہوں (اللہ کی جو) تمام انسانوں کا رب ہے۔ جو تمام انسانوں کا بادشاہ ہے۔ جو تمام انسانوں کا معبود ہے!''

انتہائی افسوس کی بات یہ ہے کہ علامہ اقبال جو عصرِ حاضر میں اس نکتے کو سب سے زیادہ واضح کرنے والے تھے' انہی کے فرزند ارجمند ڈاکٹر جاوید اقبال پارلیمنٹ کی حاکمیت کا ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں' جبکہ علامہ اقبال تو یہ کہہ گئے ہیں کہ: ؎

سروری زیبا فقط اُس ذاتِ بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اِک وہی' باقی بتانِ آزری!

اسی طرح اقبال کا بڑا پیارا شعر ہے' جس میں ابلیس کے ایک مشیر کی ترجمانی بایں الفاظ کی گئی ہے ؎

ہم نے خود شاہی کو پہنایا ہے جمہوری لباس
جب ذرا آدم ہوا ہے خود شناس و خود نگر

پہلے انسانوں میں اتنا شعور نہیں تھا کہ ہمارے بھی کچھ حقوق ہیں۔ وہ یہی سمجھتے تھے کہ ہم تو پیدا ہی بادشاہ کا حکم ماننے کے لیے کیے گئے ہیں۔ ہم کسان کے گھر میں پیدا ہی اس لیے ہوئے ہیں کہ ہم محنت مزدوری کریں اور جاگیردار ہماری محنت پر عیش کرے۔ ایک زمانہ تھا کہ جب انسانوں میں اپنے حقوق کا شعور نہیں تھا' لیکن رفتہ رفتہ نوعِ انسانی اس سٹیج کو پہنچ گئی کہ عوام میں بھی اپنے حقوق کا شعور پیدا ہوا کہ یہ جاگیردار اور بادشاہ بھی دو ہاتھ اور دو پاؤں والے انسان ہیں اور ہم بھی انسان ہیں تو ان کے پاس حکومت کا حق کہاں سے آ گیا؟ جنہوں نے یورپ کی

تاریخ پڑھی ہے‘ وہ جانتے ہیں کہ وہاں کے بادشاہوں کا دعویٰ تھا کہ ہم خدائی اختیارات (Divine Rights of the King) کے مالک ہیں۔ ہندوستان میں بھی چندر بنسی اور سورج بنسی خاندان کا دعویٰ تھا کہ ہم دیوتاؤں کی اولاد ہیں اور ہمارا کام ہی یہ ہے کہ ہم بادشاہت کریں اور تمہارا کام ہی یہ ہے کہ تم غلام بن کر رہو اور ہمارا حکم مانو!

یہ نظام کئی صدیوں تک اسی طرح چلتا رہا‘ لیکن جب انسان ذرا خودشناس وخودنگر ہوا تو ابلیس نے یہ کیا کہ وہ جو بادشاہ کے سر کے اوپر حاکمیت کی گندگی کی بہت بڑی گٹھڑی رکھی ہوئی تھی اس نے اس گندگی کو پوری قوم میں تولہ تولہ‘ ماشہ ماشہ تقسیم کر دیا۔ اس طرح شیطان کا کام چلتا رہا۔ اصل میں شیطان کو ضد اس بات سے ہے کہ کہیں اللہ کی حاکمیت قائم نہ ہو جائے‘ اس لیے کہ اللہ کی حکومت قائم ہونے سے اس کی شکست ہے۔ اس لیے اس کی کوشش کی ہے کہ انسانوں کی حاکمیت رہے‘ چاہے ایک بادشاہ کی ہو یا دس کروڑ عوام کی۔

خلافت‘ حاکمیت کی ضد ہے!

دوسری طرف اسلام کا نقطہ نظر یہ ہے کہ حاکم اللہ ہے اور حاکمیت اُسی کی ہے۔ اس حوالے سے قرآنی آیات کے تین ٹکڑے ملاحظہ ہوں: (1) ﴿اِنِ الۡحُکۡمُ اِلَّا لِلّٰہِ ؕ﴾ (یوسف: 40) ”حکم صرف اللہ ہی کے لیے ہے!“ (2) ﴿وَّ لَا یُشۡرِکُ فِیۡ حُکۡمِہٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾﴾ (الکہف) ”وہ اپنی حاکمیت میں کسی کو شریک نہیں کرتا!“ (3) ﴿وَ لَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ شَرِیۡکٌ فِی الۡمُلۡکِ﴾ (بنی اسرائیل: 111) ”کوئی نہیں ہے شریک اس کی بادشاہی میں“۔ ان آیات سے معلوم ہوا کہ بادشاہی اللہ کے لیے ہے‘ جبکہ انسانوں کے لیے خلافت ہے۔

خلافت کے معنی یہ ہیں کہ جہاں اللہ اور اس کے رسول کا حکم آ گیا تو وہاں سرِتسلیم خم ہو گیا۔ اکیاون فیصد تو کیا‘ سو فیصد لوگ بھی اس میں کوئی ترمیم نہیں کر سکتے۔ اللہ کا حکم ہے‘ لہٰذا کوئی نہیں بدل سکتا۔ اسی طرح اللہ کے رسول کا فرمان ہے اور وہ اللہ کے نمائندے ہیں تو وہاں بھی سرِتسلیم خم۔ البتہ جس معاملے میں ان کا کوئی حکم نہیں ہے وہاں باہمی مشورے اور ووٹنگ کے ذریعے کثرتِ رائے سے طے کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ یہ ہے خلافت! اور جہاں یہ ہو کہ ہم جو چاہیں گے قانون بنائیں گے‘ چاہیں گے تو دو مَردوں کی شادی کو جائز قرار دیں گے‘ شراب کی اجازت دے دیں گے یا اس کے لائسنس جاری کریں گے۔ اسی طرح اگر ہم چاہیں گے تو زنا کو جرم قرار دیں گے اور چاہیں گے تو صرف زنا بالجبر کو جرم قرار دیں گے اور زنا بالرضا کو جرم شمار نہیں کریں گے۔ چونکہ یہ ہمارا اختیار ہے لہٰذا ہماری پارلیمنٹ بیٹھ کر تمام فیصلے کرے گی۔ یہ ہے جمہوریت اور یہ بدترین شرک ہے۔

خلافت کو آپ ”اسلامی جمہوریت“ بھی کہہ سکتے ہیں‘ اس لیے کہ اس میں جمہوریت کا ایک عنصر موجود ہے‘ بایں طور کہ جہاں اللہ اور اس کے رسول کا کوئی حکم نہیں ہے تو وہاں باہمی مشورے اور رائے دہی سے معاملہ طے کرنے کا اختیار موجود ہے۔ اس حد تک تو جمہوریت کا عنصر اس میں موجود ہے‘ لیکن کسی ایک شخص کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ جو چاہے قانون بنائے۔ جس معاملے میں اللہ اور اُس کے رسول کا حکم موجود نہیں ہے وہاں بھی کسی ایک شخص کو قانون سازی کا اختیار نہیں ہے‘ بلکہ یہ تو مسلمانوں کی خلافت ہے اور یہاں فیصلہ بھی مسلمانوں کی باہمی مشاورت سے ہوگا۔

البتہ غیر مسلم اس خلافت میں شریک نہیں ہیں‘ اس لیے کہ جس نے نہ اللہ کو مانا‘ نہ کتاب کو مانا‘ نہ رسول کو مانا تو اس کا مسلمانوں کی خلافت میں کوئی حصّہ نہیں ہے۔ یہ مسلمانوں کا حق ہے کہ وہ اپنی رائے دے کر کسی شخص کو خلیفہ منتخب کریں۔ آگے اس خلیفہ کی ذِمّہ داری ہے کہ اللہ اور اُس کے رسول کے احکام کی تنفیذ کرے اور جہاں کوئی حکم موجود نہ ہو وہاں باہمی مشورے ﴿اَمۡرُہُمۡ شُوۡرٰی بَیۡنَہُمۡ﴾ کا نظام قائم کر کے قانون سازی کرے۔ اس پس منظر میں آیت کے اس ٹکڑے ﴿یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا﴾ کا مفہوم یہ ہوگا کہ وہ میری ہی بندگی کریں گے‘ میری ہی اطاعت کریں گے‘ نماز بھی میرے لیے پڑھیں گے اور حاکمیت بھی میری ہی تسلیم کریں گے۔

مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے!

آیت زیر مطالعہ کا آخری ٹکڑا میرے اور آپ کے لیے بہت لرزا دینے والا ہے۔ فرمایا: ﴿وَ مَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ﴿۵۵﴾﴾ ”اور جو کوئی اس کے بعد بھی کفر کرے تو ایسے لوگ ہی فاسق ہیں“۔ ان الفاظ کے حوالے سے ایک بات یہ نوٹ کر لیں کہ عام طور پر ہمارے ہاں ”فاسق“ کا لفظ ذرا ہلکے معنی میں مستعمل ہے۔ مثلاً فاسق اُسے سمجھا جاتا ہے جو مسلمان تو ہے‘ لیکن متقی نہیں ہے اور کچھ گناہ کی زندگی گزار رہا ہے۔ حالانکہ یہ ایک سخت لفظ ہے اور یہ درحقیقت شیطنت کا عکاس ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سورۃ الکہف میں یہ لفظ ابلیس کے لیے آیا ہے:

﴿وَ اِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوۡۤا اِلَّاۤ اِبۡلِیۡسَ ؕ کَانَ مِنَ الۡجِنِّ فَفَسَقَ عَنۡ اَمۡرِ رَبِّہٖ ؕ﴾ (آیت: 50)

”اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے (نہ کیا) وہ جنات میں سے تھا پس اپنے پروردگار کے حکم سے نکل بھاگا۔“

دوسری بات ﴿وَ مَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ﴾ کے حوالے سے نوٹ کرنے کی ہے کہ ایک تو شرعی کفر ہے‘ یعنی کوئی شخص اللہ کا‘ آخرت کا‘ رسول کا اور قرآن کا انکار کر دے‘ لیکن یہاں وہ کفر مراد نہیں ہے۔ اس لیے کہ یہاں معاملہ مسلمانوں سے ہو رہا ہے اور آیت میں خطاب بھی ان ہی سے ہے‘ لہٰذا یہاں وہ کافر مراد ہیں جو مسلمان ہوتے ہوئے بھی کفر کر رہے ہیں۔ وہ کفر کیا ہے؟ اس حوالے سے سورۃ المائدۃ میں تین دفعہ یہ آیت آئی ہے: ﴿وَ مَنۡ لَّمۡ یَحۡکُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡکٰفِرُوۡنَ ﴿۴۴﴾ ... فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿۴۵﴾ ... فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ﴿۴۷﴾﴾ (المائدۃ) ”اور جو لوگ اللہ کے اتارے ہوئے قانون کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہی تو کافر ہیں ...... وہی تو ظالم ہیں ...... وہی تو فاسق ہیں“ ------ ایک کافر ابوجہل تھا اور ایک ”کافر“ ہم ہیں جو کہنے کو مسلمان ہیں‘ لیکن ہمارے فیصلے شریعت کے مطابق نہیں ہیں۔ یہ بھی کفر ہے اور اس حوالے سے علامہ اقبال کا بڑا پیارا شعر ہے ؎

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟

درحقیقت ہم ان آیات کو پڑھتے ہوئے جب لفظ ”کفر“ دیکھتے ہیں تو بڑی آسانی سے گزر جاتے ہیں کہ اس کا ہم سے تعلق نہیں ہے‘ اس لیے کہ ہم تو کافر نہیں ہیں۔ حالانکہ کبھی تجزیہ کرنا پڑتا ہے کہ مضمون کیا آ رہا ہے اور کس سیاق وسباق (context) میں یہ بات آ رہی ہے۔

(جاری ہے)

جب صورتحال یہ ہو کہ ہماری کشمیر قائمہ کمیٹی کشمیر پر بات نہیں کر سکتی اور ہم اپنے پاؤں پر کھڑے ہونا ہی نہیں چاہتے تو ان حالات میں چین ہماری کیا مدد کرے گا: ایوب بیگ مرزا

چین اور پاکستان کی جغرافیائی پوزیشن ایسی ہے کہ دونوں کا ایک دوسرے سے دور ہونا نقصان دہ دکھائی دیتا ہے: رضاء الحق

پاکستان عالمی قوتوں کے شکنجے میں کے موضوع پر

حالاتِ حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہارِ خیال

میزبان: وسیم احمد

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: حال ہی میں پینٹا گون نے ایک رپورٹ شائع کی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ چین معاشی اور عسکری حوالے سے پاکستان پر انحصار کر رہا ہے۔ اس رپورٹ کے خدوخال کیا ہیں؟

رضاء الحق: 2020ء میں امریکہ نے نیشنل ڈیفنس پالیسی بنائی تھی اس کے مطابق اب ہر سال ایک رپورٹ بنتی ہے۔ اس رپورٹ کے دو حصے ہوتے ہیں، ایک حصہ پبلک کے لیے شائع کیا جاتا ہے۔ پینٹا گون کی حالیہ رپورٹ (2022ء) بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہے جو "Military and Security Developments involving peoples republic of China" کے عنوان سے شائع ہوئی ہے۔ اس رپورٹ کے شروع میں کہا جاتا ہے:

"The 2022 National Security Strategy identifies the Peoples Republic of China (PRC) as the only competitor with the intent and, increasingly, the capacity to reshape the international order."

یعنی چین ہمارا واحد مدمقابل ہے جس کی نیت بھی ہے کہ دنیا میں امریکہ کے نیو ورلڈ آرڈر کو چیلنج کر سکے اور اس کی capacity بھی بڑھتی جا رہی ہے۔ ماضی قریب میں امریکہ نے "Containment of China" Policy بنائی، پھر اس حوالے سے کواڈ وغیرہ اتحاد بنائے، تائیوان کے معاملے میں بہت جارحانہ پالیسی اپنائی، خاص طور پر نینسی پلوسی کا تائیوان کا دورہ بہت متنازعہ رہا۔ پھر بعد میں امریکہ کے دیگر اعلیٰ حکام وہاں پر آئے۔ پھر چین نے بھی کچھ ایسے اقدامات کیے ہیں جن کی وجہ سے امریکہ محسوس کرتا ہے کہ چین اس کو چیلنج کر رہا ہے۔ امریکہ افغانستان، عراق، شام وغیرہ میں جنگوں کی وجہ کمزور ہوا ہے اور اس کی دنیا میں سپر میسی کمزور پڑی ہے۔ جبکہ چین اور روس اس کے مقابلے میں ایک بڑی طاقت کے طور پر نہیں تو کم از کم ایک بڑے بلاک کی صورت میں سامنے آئے ہیں۔ چین کی کمیونسٹ پارٹی نے حالیہ 2022ء کی کانگریس میں اپنے 2027ء کے لیے کچھ اہداف رکھے ہیں۔ کیونکہ 2027ء میں کمیونسٹ پارٹی کے سو سال پورے ہوں گے۔ کہا جا رہا ہے کہ انہوں نے 2018ء، 2020ء، اور 2022ء کے اہداف حاصل کر لیے ہیں اور اب وہ 2027ء کے اہداف کے حصول کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے 2049ء تک کے اہداف کا تعین کیا ہوا ہے۔ اس حوالے سے BRI اور معاشی ترقی ان کے بڑے منصوبے ہیں۔ ان کے ذریعے انہوں نے افریقہ اور وسط ایشیا کے کئی ممالک کو اپنے زیر اثر کر لیا ہے۔ اس کے بعد وہ مشرق وسطیٰ کے ممالک کے ساتھ تعلقات بڑھا رہے ہیں۔ پاکستان کے ساتھ ان کے تعلقات پہلے بھی بہتر تھے البتہ گزشتہ 8 ماہ کے دوران اُتار چڑھاؤ دیکھنے میں آیا ہے۔ پینٹا گون کی حالیہ رپورٹ میں جو لکھا گیا ہے کہ چین پاکستان پر انحصار کرتا ہے تو یہ انحصار ایک تو ان کی لاجسٹک بیسیز کے حوالے سے ہے اور دوسرا مشرق وسطیٰ میں اپنی تجارت کو فروغ دینے کے لیے سی پیک پر انحصار ہے جو پاکستان کے تعاون کے بغیر ممکن نہیں۔ رپورٹ میں یہ بھی ذکر کیا گیا کہ مستقبل کی وار فیئرز (سائبر سیکورٹی کمانڈ اور سپیس کمانڈ) کے حوالے سے بھی چین کا پاکستان کے ساتھ تعاون بڑھتا جا رہا ہے۔ رپورٹ میں جو کہا گیا وہ درست ہے کیونکہ چین اور پاکستان کا جغرافیائی معاملہ ایسا ہے کہ دونوں کا ایک دوسرے سے دور ہونا ناممکن دکھائی دیتا ہے۔

سوال: سعودی عرب میں عرب چین سمٹ کا آغاز ہو چکا ہے جس میں عرب ممالک کے اعلیٰ سفارت کار شرکت کر رہے ہیں۔ محمد بن سلمان اور چینی صدر کی ملاقات بھی متوقع ہے۔ کیا سعودی عرب امریکہ سے دور اور چین سے قریب نہیں ہو رہا؟

ایوب بیگ مرزا: جو سمٹ ہو رہی ہے اس میں صرف چین اور سعودی عرب نہیں ہیں بلکہ عرب کے چودہ سربراہ شامل ہو رہے ہیں۔ اس کے علاوہ اس میں GCC کے نمائندے بھی شامل ہو رہے ہیں۔ یہ بہت اہم ایونٹ ہے۔ کسی نے کہا ہے کہ اس سمٹ کی علاقے میں فارن پالیسی کے حوالے سے ایک سنگ میل کی حیثیت ہوگی۔ میں اسے سنگ میل نہیں سمجھتا بلکہ میرے خیال میں سعودیہ اور چین کے اس اقدام سے علاقے میں ایک انقلاب آ گیا ہے۔ کبھی کوئی تصور کر سکتا تھا کہ سعودی عرب کوئی ایسا کام کرے گا جس سے امریکہ کی چھوٹی سی ناراضگی بھی ہو جائے؟ سابق امریکی صدر ٹرمپ نے کہا تھا کہ سعودی عرب میں کوئی حکمران امریکی حمایت کے بغیر 15 دن حکومت نہیں کر سکتا۔ ویسے بادشاہوں اور ڈکٹیٹروں کے نزدیک سب سے زیادہ اہم اپنے اقتدار کا تحفظ ہوتا ہے۔ اس صورت حال میں سعودی عرب کے ولی عہد محمد بن سلمان امریکہ کے اُس سب سے بڑے دشمن کو دعوت دے رہے ہیں جس سے نمٹنے کی امریکہ ہر طرح سے کوشش کر رہا ہے، کہیں اس کا سمندری گھیراؤ کر رہا ہے، کہیں

انڈیا کے ذریعے زمینی گھیراؤ کر رہا ہے اور کہیں پاکستان کو ترغیب دے رہا ہے۔ گویا امریکہ نے کھل کر چین کو اپنا دشمن تسلیم کر لیا ہے۔ اب امریکہ کے اسی سب سے بڑے دشمن سے سعودی عرب اپنے تعلقات بڑھا رہا ہے اور چینی صدر کو سعودی عرب میں دعوت دے رہا، وہاں عرب چین سمٹ ہو رہی ہے جس میں 14 عرب ممالک شرکت کر رہے ہیں۔ یہ انقلاب نہیں تو اور کیا ہے؟

سوال: کیا ٹرمپ کا مذکورہ بیان سعودی عرب نے اس لحاظ سے ٹرننگ پوائنٹ نہیں بنایا کہ امریکہ نے ہمیں زیادہ ہی آسان ہدف سمجھا ہوا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: امریکہ کا پاکستان کے حوالے سے بھی تھوڑا سا معاملہ اسی طرح کا ہوا تھا جب 16-2015ء میں پاکستان نے امریکہ سے دوری اختیار کرنے کی کوشش کی تھی تو اس کی وجہ بھی یہی تھی کہ امریکہ پاکستان کو ضرورت سے زیادہ دبا رہا تھا اور کارنر کر رہا تھا۔ چنانچہ ہماری اسٹیبلشمنٹ اور وقت کی حکومت آہستہ آہستہ چین کی طرف کھسکنا شروع ہوئی۔ یہی کام امریکہ سعودی عرب کے ساتھ کر رہا ہے۔ یعنی اس کو دھکیل رہا ہے، خاص طور پر سعودی صحافی جمال خاشقجی کے قتل کے معاملے کو امریکہ نے اُچھالا تو سعودی حکمرانوں نے اس کو برداشت کیا، اب صورت حال دیکھ کر واشنگٹن نے پینترا بدلا ہے اور کہہ دیا کہ اس میں محمد بن سلمان کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ پھر جب جو بائیڈن تشریف لائے تو بڑی توقع تھی کہ تیل کی پروڈکشن بڑھا دیں گے لیکن سعودی عرب نے وہ بات بھی نہیں مانی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ محمد بن سلمان کا بڑا جرأت مندانہ قدم ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ امریکہ اپنے باغی دوستوں کو کبھی معاف نہیں کرتا، وہ اس حوالے سے جوابی اقدام لازماً کرے گا۔ دوسرا کوئی ملک اس طرح کھل کر امریکہ کے سامنے نہیں آیا۔ البتہ جب یہ سمٹ اختتام پذیر ہوگا اور اس کا اعلامیہ سامنے آئے گا تو پھر امریکہ کا ردعمل بھی سامنے آئے گا کہ وہ کیا کرتا ہے۔ ماضی کے تجربات سے معلوم ہوتا ہے امریکہ اس اقدام کو ٹھنڈے پیٹوں برداشت نہیں کرے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے اسرائیل کی طاقت کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ مشرق وسطیٰ اور عرب ممالک کے حوالے سے امریکی توجہ میں کچھ کمی آئی ہے مگر اس کے باوجود امریکہ ابھی یہ برداشت نہیں کرے گا کہ مشرق وسطیٰ اور عرب اس کے ہاتھ سے نکل کر چین یا روس کی طرف رُخ کر لیں۔ لہٰذا میں آپ کے پروگرام میں یہ بات کہہ رہا ہوں کہ آپ توقع رکھیں کہ کچھ عرصہ کے بعد امریکہ کا ردعمل ضرور آئے گا۔ اگرچہ ہمیں محمد بن سلمان کے بہت سے اقدامات سے شدید اختلاف ہے، خاص طور پر ثقافتی حوالے سے اس کے اقدامات انتہائی ناقابل قبول ہیں لیکن ہمارا کوئی بھی مسلمان برادر ملک امریکہ سے پیچھے ہٹے گا تو ہمیں اس پر خوشی ہوگی۔ اس لیے کہ امریکہ حقیقت میں عالم اسلام کا اصل اور بڑا دشمن ہے۔ اسرائیل کی پشت پناہی بھی امریکہ کر رہا ہے۔ امریکہ نے حال ہی میں مذہبی انتہا پسند ممالک کی فہرست جاری کی ہے، اس میں پاکستان تو شامل ہے اور یہ کیسی مضحکہ خیز بات ہے کہ اس فہرست میں بھارت شامل نہیں ہے حالانکہ مذہبی انتہا پسندی اور دہشت گردی کے حوالے سے بھارت سرفہرست ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ امریکہ کا عدل وانصاف یا حقیقت سے قطعی طور پر کوئی تعلق نہیں ہے۔ یعنی خالصتاً اپنے مفاد میں کسی انتہائی ظالم کو مظلوم کہہ دینا اور کسی انتہائی مظلوم کو ظالم کہہ دینا ان کے بائیں ہاتھ کا کام ہے۔ کیونکہ وہ خود کو دنیا کا بادشاہ سمجھتا ہے۔ بہرحال اس بادشاہت کا تخت اللہ کے فضل سے نیچے سے کھسک رہا ہے اور وقت آنے والا ہے کہ یہ تخت الٹ جائے گا۔ البتہ مجھے یہ خدشہ ہے اس چین عرب سمٹ پر وہ جوابی وار کرے گا۔ عرب ممالک کو بھی چاہیے کہ اس حوالے سے متحد ہو کر آگے بڑھیں اور اس سمٹ میں شرکت کرنے کے بعد تمام ممالک امریکہ کے سامنے سٹینڈ لیں تو پھر واقعتاً وہ انقلاب ہوگا۔

سوال: کہا جا رہا ہے کہ مستقبل میں ساؤتھ ایشیا، مڈل ایسٹ اور نارتھ افریقہ بڑی طاقتوں کی پراکسی جنگ کا حصہ بننے جا رہے ہیں۔ کیا امریکہ اور چین کی براہِ راست کوئی چپقلش ہونے کا امکان ہے؟

رضاء الحق: نائن الیون کے بعد جنگوں کا ایک نیا دور شروع ہو گیا تھا جو امریکہ نے دہشت گردی کے خلاف جنگ کے عنوان سے شروع کیا اور پاکستان سمیت بہت سے ممالک نے اس جنگ کو سپورٹ کیا۔ افغانستان، عراق، لیبیا، شام وغیرہ میں جو جنگیں ہوئیں، ان میں ہم دیکھتے ہیں کہ اسٹریٹیجیز بدلتی جا رہی ہیں۔ ہم نے دیکھا کہ جس ملک میں معدنی وسائل بہت زیادہ ہیں اور کسی بڑی قوت نے اس کو تباہ کرنا ہے تو پھر وہ اس کے اوپر چڑھائی کرتا ہے تاکہ وہاں کی حکومت کو ختم کر دیا جائے جیسے طالبان کی حکومت امریکہ نے ختم کی۔ یا پھر کوئی ایسا ملک جہاں تیل کی دولت موجود ہے وہاں جا کے قبضہ کر لیں اور پھر امریکی کمپنیاں اور دوسرے مغربی ممالک کی کمپنیاں وہاں سے تیل حاصل کریں۔ لیکن نئی جنگوں میں پراکسی وار کی سٹریٹیجی کو زیادہ استعمال کیا جاتا ہے۔ مشرق وسطیٰ کے اہم ممالک میں سعودی عرب، یو اے ای، قطر اور عراق شامل ہیں۔ لیکن نارتھ افریقہ بھی انتہائی اہم ہے۔ مصر، تیونس، مراکش، سوڈان، لیبیا وغیرہ یہ سارے نارتھ افریقہ میں ہیں۔ اسلامی تاریخ میں ان ممالک کے پاس انتہائی اہم مقام رہا ہے۔ ہم ماضی کے سبق کو بھول جاتے ہیں لیکن عالم کفر نہیں بھولتا۔ ان کو معلوم ہے کہ مستقبل میں کون کون سے ممالک ہمارے لیے سٹریٹیجی طور پر اور ایمان کے لحاظ سے خطرہ بن سکتے ہیں۔ زمینی حقائق کے مطابق ان کو نظر آتا ہے کہ ایک نظریاتی ریاست جو اسلام کے نام پر وجود میں آئی اور جو نیوکلیئر صلاحیت کی حامل ہے وہ پاکستان ہے۔ پھر جذبہ جہاد سے سرشار لوگوں کی سرزمین افغانستان پر بھی وہ نظر رکھے ہوئے ہیں۔ اسی طرح وہ جانتے ہیں کہ نارتھ افریقی ممالک کی تاریخی لحاظ سے بڑی اہمیت ہے لہٰذا یہاں پراکسی جنگ کروائی جائے اور ان کو کمزور کیا جائے تاکہ یہ طاقت نہ حاصل کر سکیں۔ اور مڈل ایسٹ کو کسی نہ کسی طرح قابو میں رکھا جائے اور اسرائیل کا خوف وہاں پر ڈالا جائے۔ دوسری طرف مسلمانوں کی یہ کمزوری ہے کہ یمن کے اوپر سعودی عرب اور ایران آپس میں پراکسی وار لڑ رہے ہیں جس کا فائدہ دشمن اٹھاتے ہیں۔ چین کی کچھ ریڈ لائنز ہیں۔ اگر امریکہ ان کو کراس کرے گا تو پھر چین براہ راست جواب دینے پر مجبور ہو جائے گا ورنہ وہ بچنے کی کوشش کرے گا۔ البتہ پراکسی وار، تجارتی وار اور ڈپلومیٹک جنگ چلتی رہتی ہے۔ امریکی آ کر تائیوان کا دورہ کریں تو کوئی خطرہ نہیں لیکن اگر امریکہ آ کر تائیوان کا گھیراؤ کرتا ہے تو پھر چین مزاحمت کر سکتا ہے کیونکہ اس میں چین کے لیے واضح خطرہ ہوگا۔

سوال: کیا امریکہ اس طرح کی حماقت کرے گا؟

رضاء الحق: بظاہر دیکھا جائے تو امریکہ کے لیے ممکن نہیں ہے کہ وہ ایسی جنگ چھیڑے جس میں اس کا اپنا نقصان ہو لیکن ماضی میں امریکہ سے ایسے بے وقوفیاں ہوئی ہیں، کچھ لوگوں کی رائے ہے کہ اسرائیلی صیہونی لابی بھی امریکہ کو کسی نہ کسی طرح جنگ میں مصروف رکھنا چاہتی ہے، اگر ہم فلسفیانہ انداز سے دیکھیں تو 1980ء تک امریکہ ایک اُبھرتی ہوئی سپر پاور تھی، اس وقت اس کو شکست دینا سوویت یونین جیسی سپر طاقت کے لیے ممکن تھا مگر اب وہ ایک زوال پذیر سپر پاور ہے۔ امریکی فلاسفر

خود لکھتے ہیں کہ امریکی تہذیب ختم ہو چکی ہے،اب وہ صرف (ملٹری ومعاشی کمپنیوں کی) بیساکھیوں پر کھڑی ہے۔ یہ دونوں چیزیں بھی آہستہ آہستہ گر رہی ہیں ۔لیکن چین اس وقت تک جنگ میں نہیں کودے گا جب تک اس کی سلامتی ڈائریکٹ خطرے میں نہ پڑ جائے۔

سوال: ایک طرف امریکہ ایک زوال پذیر سپر پاور ہے اور دوسری طرف چین ایک ایمر جنگ سپر پاور ہے اور اس وقت دنیا باقاعدہ یونی پولر سے بائی پولر ہو چکی ہے۔ ان دونوں سپر پاورز کے پاکستان پر پریشرز آتے ہیں، پاکستان ان کو فیس کرتا ہے۔ آپ کے خیال میں اس رسہ کشی میں پاکستان کہاں کھڑا ہے اور ان پریشرز سے کیسے نکل سکتا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: اصل میں کسی قوم کی کمزوری کی اصل وجہ خود وہ قوم اور اس کے لیڈرز ہوتے ہیں۔ پاکستان کی جو بھی کمزوریاں اب تک سامنے آئی ہیں وہ بنیادی طور پر پاکستان کے لیڈروں سے شروع ہوتی ہیں اور پاکستان کی عوام بھی اس الزام سے بری الزمہ نہیں ہے۔ امریکہ اگر پاکستان کو دباتا ہے تو اس میں پاکستانی قوم اور اس کے لیڈروں کا اپنا قصور ہے ۔ پرانی مثال دیتا ہوں کہ 1965ء کی جنگ میں چین نے پاکستان کو جنگی طیاروں کی آفر کی تھی لیکن اس وقت حکومت ''فیلڈ مارشل'' ایوب خان کی تھی جسے طاقتور آدمی، آئرن مین وغیرہ بہت کچھ کہا جاتا تھا لیکن اس نے چین کو جواب دیا کہ آپ وہ طیارے ملائیشیا کو دے دیں اور ہم ملائیشیا سے لے لیں گے۔ یعنی ہم ڈرتے تھے کہ امریکہ ناراض نہ ہو جائے۔ جب قوموں کی حالت دوسروں پر انحصار کے حوالے سے یہ ہو تو پھر کسی سے کیا گلہ؟ ہماری اس کمزوری کی وجہ سے امریکہ ہمیں ہر دوسرے دن دھتکارتا ہے۔ ہم پچھلے پانچ چھ سال سے امریکہ سے دور ہونے کی کوشش میں تھے لیکن ہم نے چین کو بڑا مایوس کیا کہ ایک مبینہ رجیم چینج کے نتیجے میں فوری اچھل کر امریکہ کی گود میں جا بیٹھے۔ اب چین ہم پر کیسے انحصار کرے گا؟ حالانکہ چین کے جغرافیائی لحاظ سے پاکستان کے ساتھ بڑے مفادات وابستہ ہیں لیکن جب پاکستان خود ہی اپنے پاؤں پر کھڑا نہیں رہ سکتا تو چین اس سے کیا توقع کرے گا۔ اس سے قبل جب پاکستان نے absolutley not جیسے بڑے بڑے انکار کیے تھے اور امریکی جمہوری کانفرنس میں شرکت سے انکار کیا تھا تو امریکہ نے اسے بڑی بری طرح محسوس کیا تھا۔ حالانکہ اس کانفرنس میں اس نے انڈیا اور چین کو نہیں بلایا تھا بلکہ پاکستان کو بلایا تھا۔ اس پر چین نے پاکستان کو بڑا زبردست میسج دیا کہ آپ نے امریکہ کی طرف نہیں جانا۔ امریکہ نے بہت کھینچا لیکن پاکستان نہیں گیا۔ ان چند باتوں کی وجہ سے امریکہ پاکستان سے شدید ناراض تھا۔ مسئلہ یہ ہے کہ جن ممالک کی معاشی حالت کمزور ہوتی ہے وہ اپنے پاؤں پر کھڑے نہیں رہ سکتے ۔ ہم اپنا تعلق چین سے مضبوط کریں تب ہی ہم امریکہ کو چھوڑ سکتے ہیں اور چین بھی زمینی حقائق کو سمجھے کہ اگر اس کا پاکستان پر اتنا ہی انحصار ہے تو پھر وہ پاکستان کا ہر حالت میں ساتھ دے چاہے امریکہ کچھ بھی کرے۔ لیکن چین اپنے طریقے سے چلتا ہے وہ اس زوردار انداز میں ہمارا ساتھ نہیں دے رہا جس انداز میں اس کو دینا چاہیے تھا کیونکہ ہم اس کا جغرافیائی تحفظ کے حوالے سے بہت بڑا سہارا ہیں۔ اس کی ایک وجہ ہے ۔ 6 نومبر کو پاکستان کی کشمیر قائمہ کمیٹی کا اجلاس ہوا ۔ کمیٹی کے چیئرمین پروفیسر ساجد میر نے آغاز میں ہی کہہ دیا ہے کہ وزارت خارجہ نے ہمیں کہا ہے کہ کشمیر پر کوئی بات نہیں کرنی۔ وہاں ایک ممبر نے کھڑے ہو کر کہا کہ اگر ہم نے قائمہ کمیٹی میں ہو کر کشمیر پر بات نہیں کرنی تو کس پر کرنی ہے۔ چیئرمین کشمیر قائمہ کمیٹی نے جواب دیا کہ آپ گورننس پر بات کر لیں۔ چنانچہ وہ ممبر واک آؤٹ کر گئے۔ جب ہماری کمزوری اور بزدلی کا یہ عالم ہے کہ ہماری کشمیر قائمہ کمیٹی اس ڈر سے کشمیر پر بات نہیں کر سکتی کہ بھارت یا امریکہ کا ردعمل آ جائے گا تو چین ہماری کیا مدد کرے گا۔ کسی نے کہا ؎

اٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے
پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے

جب ہم خود ہی کھڑے ہونے کو تیار نہیں ہوں گے تو چین ہماری کیا مدد کرے گا؟ بہر حال دونوں طرف سے گرم جوشی کی ضرورت ہے ۔ چین بھی کھل کر ہماری سپورٹ میں آگے آئے اور پاکستان بھی اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی کوشش کرے ۔ اللہ بھی کہتا کہ میں اس قوم کی حالت کبھی نہیں بدلتا جو اپنی حالت خود بدلنے کے لیے تیار نہ ہو۔ اگر پاکستان خود اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کو تیار نہیں ہے تو کوئی اس کو زبردستی کھڑا کر کے مضبوط نہیں کرے گا۔ عسکری طاقت اور معاشی مضبوطی کا چولی دامن کا ساتھ ہوتا ہے، اگر معیشت مضبوط ہوگی تو عسکری طاقت بھی بڑھے گی لیکن ہماری معیشت کا جو حال ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ پاکستان کو یہ کوشش کرنی چاہیے کہ پہلے اپنے پاؤں پر کھڑا ہو پھر کوئی اس کی مدد کرے گا۔ اس کے بغیر کوئی ہم سے تعلق نہیں بنائے گا۔

سوال: پاکستان سمیت چند اسلامی ممالک کا جھکاؤ چین اور روس کی طرف ہے کیا یہ جھکاؤ اسرائیل کو قابل قبول ہو گا؟

رضاء الحق: اسرائیل کو ہرگز قابل قبول نہیں ہو گا۔ اسرائیل کے مقاصد کو دیکھیں تو بالکل واضح سمجھا جا سکتا ہے کہ اسرائیل کیوں پاکستان یا کسی بھی مسلم ملک کے راستے کی رکاوٹ بن سکتا ہے۔ اس کے مستقبل کے پلان میں دنیا پر حکمرانی شامل ہے۔ وہ اسی تناظر میں ڈیل کرنا چاہے گا۔ اسرائیل ایک نسلی امتیازی ریاست کے طور پر ہمارے سامنے وجود میں آیا اور اس کے اندر مذہبی بنیاد پرستی بھی ہے۔ انہوں نے تحریف شدہ تعلیمات کو لے کر ایک عمارت کھڑی کی ہوئی ہے اور ساری مغربی دنیا، اسرائیل کے ان اقدامات کو تحفظ دیتی ہے اور اس کو سپورٹ کرتی ہے۔ ایک ایسی ریاست جو صرف ایک صہیونی ریاست کے طور پر یہودیوں کے لیے ہوگی، کسی دوسرے کے لیے وہاں کوئی گنجائش نہیں ہوگی ، اگر ہوگی بھی تو دوسرے درجے کے شہری کے طور پر ہوگی، لیکن ایک وقت آئے گا جب ان سب کو نکال باہر کیا جائے گا اور پھر وہ کہتے ہیں کہ ہم نے مسجد اقصیٰ کو شہید کرنا ہے جس کی جگہ تھرڈ ٹیمپل کا پورا ایک کمپلیکس بنائیں گے جو دو ہزار سال پہلے موجود تھا۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ ہمارا مسایاح آئے گا (جو درحقیقت دجال ہوگا) اور ہماری گولڈن ایج شروع ہوگی۔ ان چیزوں کو سامنے رکھیں تو وہ امریکہ کو خاص طور پر اپنے مقاصد کے لیے پوری دنیا میں استعمال کرتے ہیں کیونکہ اس کی عسکری اور معاشی ترقی بہت زیادہ ہے اور دوسرے یورپی ممالک بھی اس کے ساتھ ہیں۔ اسرائیل ابھی امریکہ کو استعمال کرتا رہے گا وہ ٹھنڈے پیٹوں نہیں بیٹھے گا۔ پاکستان پر اس کی نظر ہے کیونکہ وہ اسلامی نظریاتی ریاست ہے اور اس کے پاس ایٹمی اثاثے بھی ہیں۔ پھر ان کو رسول اللہ ﷺ کی ان احادیث کے بارے میں بھی علم ہے کہ اس خطے سے فوجیں جائیں گی جو مہدیؑ کی مدد کریں گی اور ایلیا (یروشلم) میں اسلام کے جھنڈے گاڑیں گی۔ یعنی ان کے علم میں ہے کہ یہ علاقہ ہمارے لیے مستقبل میں خطرہ بنے گا۔ ان ساری چیزوں کو ذہن میں رکھ کر وہ امریکہ کو استعمال کر رہے ہیں۔ مستقبل میں وہ خود بھی سامنے آ سکتا ہے۔ واللہ اعلم

تازہ ہوا کا ایک جھونکا (2)

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

(گزشتہ سے پیوستہ)

مساجد سے خوبصورت اذانوں کی پانچ وقت پکار! کب کسی ورلڈ کپ کا مقدر ایسا جاگا! اللہ کی کبریائی، وحدانیت، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی طرف بلند آہنگ دعوت! سبحان اللہ۔ اسی پر بس نہیں۔ تقابل ادیان کی غیر معمولی مہارت کے حامل ڈاکٹر ذاکر نائیک کو اس عالمی اکٹھ پر مدعو کرلیا۔ غیر مسلموں پر اثرات سے خائف شرق تا غرب اسلام دشمن قوتوں نے ان کی زبان بندی کروا رکھی ہے۔ بھارت ان کا پاسپورٹ منسوخ کر چکا ہے۔ ملائشیا نے انہیں پناہ دے رکھی ہے مگر عالمی دباؤ کے پیش نظر انہیں خطبہ دینے کی اجازت نہیں۔ پیس ٹی وی جس کی بنیاد ڈاکٹر ذاکر نے رکھی تھی اس پر انڈیا، بنگلہ دیش، کینیڈا، سری لنکا اور برطانیہ، نیز پاکستان میں بھی پابندی ہے۔ قطر نے بھارت کی خوشنودی (دبئی، سعودی عرب کے برخلاف) یا ناراضگی سے بے نیاز ہوکر یہ اقدام کیا ہے جو لائق صد تحسین ہے۔ ان کے لیکچرز کا اہتمام کیا گیا ہے! ان تمام امور کی بنا پر مغرب نے قطر کو جس شدید تنقید کا نشانہ بنایا، کمال تو یہ ہے کہ اس پر فیفا کا صدر (فٹ بال کی عالمی تنظیم) Infantino (جو خود سوئس اطالوی ہے) بھی بھنا اٹھا۔ ایک گھنٹے کی پریس کانفرنس میں غیر معمولی جذباتی انداز میں قطر اور ٹورنامنٹ کا دفاع کیا۔ قطر کے خلاف پروپیگنڈا جنگ کو اس نے یورپ کی منافقت قرار دیا۔ اس نے کہا یہ ورلڈ کپ دنیا کی تاریخ کا بہترین ثابت ہوگا۔ یہ دوسروں کو اخلاقیات کا سبق پڑھا رہے ہیں۔ میں یورپی ہوں۔ ہم یورپیوں نے گزشتہ 3 ہزار سال میں جو کچھ دنیا بھر میں کیا، اس پر آئندہ 3 ہزار سال تک ہم دنیا سے معافی مانگیں، دنیا کو اخلاقیات کے درس دینے سے پہلے۔ (یاد رہے کہ یورپ قطر میں مزدوروں کے استحصال پر، پروپیگنڈا مہم چلا رہا ہے۔)

قطر نے بین الاقوامی سطح پر جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسلامیت کا جو اظہار کیا وہ غیر معمولی تھا۔ اگرچہ یہ منظر اتنا شفاف اور بے آمیز نہ رہا، مگر فی الوقت آپ کو صرف وہ مناظر اور جھلکیاں دکھا رہے ہیں جنہوں نے طویل انتظار کے بعد عالمی سطح پر جگہ پائی اور بلاخوفِ لامۃ لائم دنیا کو اسلام کا یہ چہرہ دکھایا۔ قطر سدومیت، کھلی شراب نوشی جیسے مظاہر پر تو ثابت قدم رہا، مگر عورت کے فتنے سے بچ نہ سکا۔ آج مسلم دنیا کی کس مپرسی میں تمام تر گھٹا ٹوپ آزمائشوں کے باوجود اسلام کی سربلندی کی واحد حقیقی مثال افغانستان ہے۔

مغرب کو زچ کرنے کو ایک اضافی عنصر مظلوم فلسطینیوں کی بھرپور موجودگی تھی۔ دنیا تک ان کا موقف پہنچانے کا ایک نادر موقع! تماشائی جھنڈوں سے لیس، نعرہ زن ماحول پر چھا جاتے رہے۔ فلسطین کے ساتھ اظہار یکجہتی کے مظاہر میں مخصوص فلسطینی رومال، فلسطینی چھاپ والے بازو بند، فلسطینیوں کی حمایت کا ہیش ٹیگ سے اظہار، غرض فضا فلسطینیت سے معمور رہی! اسرائیلی صحافیوں کو انٹرویو نہ دینے اور نظرانداز کرنے کا رویہ بھی رہا۔ فلسطینی امریکی صحافی کے اسرائیلی فوج کے ہاتھوں قتل پر، اس عالمی اکٹھ کے موقع پر انصاف مانگنے کے نعرے بھی لگتے رہے۔ طویل عرصے کے بعد عالمی سطح پر اسلام کی دعوت، مظلوم فلسطینیوں کا حق، اسلامی قوانین پر فخر واعتماد اور اسے ایک خوبصورت تہذیب کی صورت دنیا بھر میں اجاگر کیے جانے کا یہ عمل غنیمت تھا۔ (اگرچہ شیطان نے ورلڈ کپ سے اپنا حصہ خوب بٹورا۔)

مغرب کا دوغلا پن، متکبرانہ رویہ: ان کے چہرے سے نقاب اُتر گیا۔ خود وہ عدم برداشت کی انتہا پر دیکھے گئے۔ اس پر شدید لعن طعن ہوئی۔ ٹائمز لندن نے کہا: 'قطریوں کو عورت کو مغربی لباس میں دیکھنے کی عادت نہیں۔' مغربی عورت کی کم لباسی پر تنقید بھی ان کے لیے ایک تازیانہ تھی۔ حقیقی اسلامی معیارات رقص وسرود کے باوجود مغربی تکبر کی سونڈ کو داغ تو لگا۔ فٹ بال تنظیم 'فیفا' نے تمام تر قطری پابندیوں، حد بندیوں کا احترام کیا۔ حتیٰ کہ پہلے واضح کر دیا کہ LGBTQ کا شعار بازو بند پہننے پر ایسی ٹیم کھیل سے باہر ہوگی۔ قدم قدم پر یورپی 'اقدار' اور موقف رد ہونے پر مغربی میڈیا نے اسلاموفوبیک اور نسل پرستانہ، قطر کے خلاف کارٹون چھاپے اور ہر طرح بغض اُگلا۔

مشرقِ وسطیٰ کے باشعور طبقے نے اسے رد کرتے ہوئے اسے عامیانہ، بدلحاظ کرخت اور بے ہودہ قرار دیا۔ 'مڈل ایسٹ آئی' میں خالد الحروب نے تنقید کی بوچھاڑ کر دی۔ ان کا کہنا تھا کہ یورپ دنیا کی آبادی کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے۔ پورا مغربی میڈیا دنیا میں 8 فیصد سے کم آبادی کی نمائندگی کرتا ہے۔ امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا اور مغربی یورپ کی آبادی کل 600 ملین ہے۔ مغربی اقلیت اپنے تصورات پوری دنیا اور اس کی متنوع اربوں آبادی پر مسلط کرنا چاہتی ہے۔ مغربی میڈیا کا واشگاف پیغام یہ تھا کہ 'ہم تمہارے ملک میں آکر تمہارے معاشرے کے اصول وقواعد، روایات کے خلاف اپنی مرضی کرنا چاہتے ہیں اور تمہیں اسے قبول کرنا چاہیے کیونکہ یہ عالمی اکٹھ ہے مقامی نہیں۔' حالانکہ دنیا کے بیشتر معاشروں میں ادھ ننگے، شراب کے نشے میں جھومتے، چیختے چلاتوں کو سڑکوں پر گوارا نہیں کیا جائے گا، تو ایک روایت پسند معاشرہ اسے ورلڈ کپ میں کیونکر گوارا کر سکتا ہے؟ (اس تمام اظہاریے کے باوجود قطر بھی بین الاقوامی فاحشہ عورتوں کی یلغار سے محفوظ نہ رہا!)

مغرب کو تکبر اور خبط عظمت کے گھمنڈی رویوں پر آئینہ دکھاتے ہوئے خالد الحروب نے بڑے یورپی شہروں کا ایشیائی شہروں سے موازنہ کیا۔ ان کا کہنا تھا کہ یورپی شہر افریقہ، لاطینی امریکا، ایشیا سے لوٹی گئی دولت کے سر پر بنے جبکہ ایشیائی شہر اپنے زور بازو، اپنی دولت سے بنے، چوری کے مال سے نہیں۔ مغربی نفسیات میں یہ خناس سمایا ہے کہ وہ عالمی دولت پر گویا مالکانہ حقوق رکھتا ہے۔ انہیں یہ ہضم نہیں ہو رہا ہے کہ ایک چھوٹا سا (مسلم!) ملک اور اس کے پاس بے شمار دولت اور پھر وہ ورلڈ کپ جیسے (گلیمر بھرے) اکٹھ کو نبھانے کی صلاحیت بھی رکھتا ہو! کمال تو یہ ہے کہ باقی دنیا میں کہیں بھی قطری پابندیوں پر کوئی اعتراض نہ ہوا! عالمی سطح پر یہ ہنگامی، اشد ضرورت ہے کہ دنیا کی 92 فیصد آبادی، 8 فیصد مغربی تہذیبی

گراوٹ، ایڈز کی نحوست سے لتھڑی شہوانیت سے گلوب کو بچانے کا اہتمام کرے۔ یہ سراسر ابلیسی حسد ہے جس پر مغرب بھنا اٹھا ہے۔ دنیا نے تہذیب کی مبہوت کن ہلکی سہی مگر ایک جھلک دیکھ لی۔ دنیا بھر سے آنے والے تماشائیوں اور کھلاڑیوں کے لیے یہ مختلف تجربے نئے ذوق اور ذائقے کا حامل تھا۔

مگر پھر یکا یک منظر بدلتا ہے اور ایک تھرکتا ناچتا، رنگ و موسیقی میں ڈوبا ہوا ساری ایمانی بنیادوں میں (بارود) ڈائنامائٹ رکھ کر منہدم کر دینے والا قطر سامنے آتا ہے۔ اگرچہ پوسٹر آویزاں تھے کہ سرعام عشق معاشقہ، غیر مرد عورت کی ملاطفت ممنوع ہے۔ عبادت گاہوں کا تقدس مجروح نہ ہو۔ بلند آہنگ موسیقی نہ ہو۔ قطری معاشرے کے مذہبی جذبات اور تہذیب مجروح نہ ہو۔ بہرطور دوسری جانب رقص و سرود کے افسوسناک مظاہر نے کئے کرائے پر پانی پھیر دیا۔ اسراف و تبذیر کی آخری انتہاؤں پر یہ کھیل دنیا بھر کی رقاصاؤں فاحشہ عورتوں کی یکجائی پر منتج ہوا۔ ایک طرف تماشائیوں کو عریاں لباسی پر تنبیہات جاری کی گئیں۔ دوسری جانب کینیڈین مراکشی انڈین اداکارہ نورہ فتحی فحش ترین پرفارمر کی حیاسوزی نے اسلامی قطری تہذیب کے پرخچے اڑا دیے۔ فتنۂ دجال اسی تلبیس ابلیس کی انتہا کا نام ہے۔ اسی قطر میں امریکا طالبان مذاکرات میں شاندار کردار ادا کر کے افغانستان میں لا الہ کے جھنڈے لہرایا جانا ممکن ہوا۔ دوسری جانب امریکی فوجی اڈوں کی میزبانی بھی کرتا رہا۔ چلے چلو کہ وہ منزل ابھی نہیں آئی! دنیا میں روحانی ابتری، معاشرتی زندگی کی تباہی، ویرانی، تبدیلی کی متقاضی ہے۔ یہ تبدیلی مغربی تہذیب کی اندھی نقالی اور مرعوبیت میں غرق حکمرانوں یا عوام سے نہیں آسکتی۔ اسلام! چیزے دیگر است۔

رسوا کیا اس دور کو جلوت کی ہوس نے
روشن ہے نگہ آئینہ دل ہے مکدّر
بڑھ جاتا ہے جب ذوقِ نظر اپنی حدوں سے
ہو جاتے ہیں افکار پراگندہ و ابتر

مجموعی طور پر یہ ایک سانحے سے کم نہیں کہ ایک اچھی شروعات کے کچھ مناظر دکھا کر ورلڈ کپ نے فکر و نظر کی پراگندگی و ابتری ہی کو بڑھاوا دیا۔ یکسر تنہا! (ختم شد)

گوشۂ سود

سود کی حرمت کے حوالے سے اعتراضات اور اُن کے جوابات

تیسرا اعتراض: بنکوں کا کام ربٰوا نہیں بلکہ بیع کے زمرے میں آتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے۔

جواب: بنک بیع یعنی تجارت نہیں کرتے بلکہ صرف قرض دیتے ہیں۔ تجارت میں سرمائے اور اشیاء کا لین دین ہوتا ہے، نفع کے حصول کے لیے ذہنی و جسمانی محنت کرنا پڑتی ہے اور کسی وقت بھی نقصان کا اندیشہ (Risk) ہوتا ہے۔ بنک جو قرض دیتا ہے اس میں یہ امور نہیں پائے جاتے۔ بنک دیے گئے قرض پر لازمی اضافے کا طلب گار ہوتا ہے اور یہ ہی ربٰوا ہے۔ معارف القرآن میں حضرت مفتی محمد شفیع ؒ نے الجامع الصغیر سے ربٰوا کی تعریف کرتے ہوئے ارشادِ نبوی نقل کیا ہے:

((كُلُّ قَرْضٍ جَرَّ مَنْفَعَةً فَهُوَ رِبوا)) ''قرض پر لیا گیا اضافہ رِبوا ہے''

لہٰذا بنکوں کا کام بیع نہیں بلکہ ربٰوا کے زمرے میں آتا ہے۔ اس حقیقت کو وہ شخص بھی جانتا ہے جو بنکنگ کے لین دین کے بارے میں سطحی سی معلومات رکھتا ہے۔ جو لوگ جانتے بوجھتے بنک کے ربٰوا کو بیع قرار دے رہے ہیں ان کا ذکر سورۂ بقرہ آیت: 275 میں اس طرح سے آیا ہے ﴿قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا﴾ (انہوں نے کہا کہ بیع بھی ربٰوا کی طرح ہے)۔ جواب میں اللہ نے فرمایا ﴿وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا﴾ ''اللہ نے بیع کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔'' اگلی آیت میں اس طرح کی بات کہنے والوں کو كَفَّارٍ کہا گیا ہے۔ لہٰذا بقولِ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ؒ اس طرح کا قول کفر پر دلالت کرتا ہے۔

بحوالہ ''سود: حرمت، خباثتیں، اشکالات''، از حافظ انجینئر نوید احمدؒ

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 237 دن گزر چکے!

Quote on Riba

"The Jews should not be allowed to keep what they have obtained from others by usury; it were best that they were compelled to work so that they could earn their living instead of doing nothing but becoming avaricious."

Ezra Heywood *(Philosopher, Human rights activists)*

ظلم سے باز رہیے، مظلوم کا ساتھ دیجیے!

مولانا محمد سلمان عثمانی

آج کل معاشرے میں لوگوں میں بے جا ظلم و زیادتی عام ہو چکی ہے، ناجائز کیس، کسی کا مال غصب کرنا، پڑوسیوں کو پریشان کرنا، کسی کی زمین پر ناجائز قبضہ کرنا، مار پیٹ کرنا، گالم گلوچ کرنا، کمزوروں پر زبان دازی اور ہاتھ دراز کرنا، اس طرح کے کئی اور مظالم و گناہ ایسے ہیں جن کو ہم گناہ تصور ہی نہیں کرتے، بلکہ اس پر ڈٹ جاتے ہیں کہ میں نے ٹھیک کیا ہے، جو اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا سبب بنتا ہے، جس کے بعد مصائب و مشکلات میں وہ انسان گھر جاتا ہے۔

معاشرے میں آج کل ظلم و زیادتی عموماً غریب سے ہی کی جاتی ہے جو نا قابل معافی جرم ہے۔ لوگوں میں ظلم عام ہے جبکہ قرآن کریم اور احادیث میں ظلم کی مذمت اور ظالموں کے بُرے انجام کو بڑے شد و مد کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

ظلم کو اللہ نے لوگوں پر حرام کر رکھا ہے۔

حدیث قدسی کا مفہوم ہے: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کیا ہے اور تم میں باہم ایک دوسرے کے ساتھ ظلم و زیادتی کو حرام کر رکھا ہے، اس لیے دیکھو! تم ایک دوسرے پر ظلم نہیں کرنا۔'' (صحیح مسلم)

حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ظلم سے بچو! کیونکہ قیامت کے دن ظلم ظلمات و تاریکیوں کا باعث ہوگا، اور بخل، شبہ، طمع و لالچ سے بچو! کیونکہ شبہ نے ان کو ہلاک کر دیا جو تم سے پہلے گزرے، یہ وہی چیز تھی جس نے انہیں خون ریزی اور ہتک حرمت پر آمادہ کیا۔'' (صحیح مسلم)

آئمہ لغت کا اس بات پر اتفاق ہے کسی چیز کو اس کے غیر محل میں رکھنا ظلم ہے۔ ظلم کی تین قسمیں ہیں: انسان اپنے رب کے ساتھ ظلم کرے جس کی صورت یہ ہے کہ وہ اللہ کے ساتھ کفر کرے۔ فرمان الٰہی ہے کہ کافر لوگ ہی ظالم ہیں۔ (البقرہ) اس کی عبادت میں شرک کرے جس کی شکل یہ ہے کہ اس کی بعض عبادتوں کو غیر اللہ کے لیے پھیر دے اور شرک کے بارے میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے: ''بے شک شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔'' (سورہ لقمان)

اس کائنات میں سب سے بڑا ظلم خالق کائنات کے ساتھ شرک کرنا ہے۔ ظلم کی دوسری قسم یہ ہے کہ انسان اپنے آپ پر ظلم کرے وہ اس طرح کہ انسان خواہشوں کی پیروی کرنے لگ جائے، واجبات میں کوتاہی اور سستی کرے، اپنے آپ کو انواع و اقسام کی جرائم، برائیوں اور گناہوں میں ملوث کرلے جو کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی صریح نافرمانی ہیں۔ فرمان الٰہی کا مفہوم ہے: ''ان پر اللہ تعالیٰ نے کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے رہے۔'' (سورہ نحل)

ظلم کی تیسری قسم یہ ہے کہ انسان اللہ کے بندوں اور مخلوقات پر ظلم کرے۔ جس کی صورت یہ ہے کہ لوگوں کا مال ناحق کھایا جائے، انہیں ظلماً مارا جائے، گالی گلوچ کی جائے، زیادتی کی جائے، کمزوروں پر ہاتھ دراز کیا جائے، ظلم عموماً کمزور آدمی کے ساتھ ہوتا ہے جو انتقام لینے پر قادر نہیں ہوتا، ظلم کی کچھ اور شکلیں جو انسان اللہ کے بندوں اور مخلوقات پر کرتا ہے۔

حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ایک بالشت کے برابر بھی کسی کی زمین کو ظلماً لے لیا تو (قیامت کے دن) سات زمینوں کا طوق اسے پہنایا جائے گا۔'' (صحیح بخاری)

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مال دار آدمی کا قرض کی ادائی میں ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔'' (صحیح بخاری)

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تین طرح کے لوگ ایسے ہوں گے جن کا قیامت کے دن میں مدعی بنوں گا، ایک وہ شخص جس نے میرے نام پر عہد کیا اور وہ توڑ دیا۔ دوسرا وہ شخص جس نے کسی آزاد انسان کو بیچ کر اس کی قیمت کھائی اور تیسرا وہ شخص جس نے کوئی مزدور اجرت پر رکھا، اس سے پوری طرح کام لیا، لیکن اس کی مزدوری نہیں دی۔'' (صحیح بخاری)

حضرت سیدنا معاذ بن جبل ؓ ایک جلیل القدر صحابی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مظلوم کی بددعا سے بچو، بلاشبہ! اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی آڑ نہیں ہوتی۔'' (بخاری کتاب المظالم والغصب)

اس کے علاوہ عبداللہ اسدیؒ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا انس بن مالک ؓ سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے (لوگوں کو برملا نصیحت کرتے) سنا: لوگو! مظلوم کی بددعا سے بچو! اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔ بلاشبہ! اس کی آہ و بددعا اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لیے درمیان میں کوئی رُکاوٹ نہیں ہوتی۔'' (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل ؓ کو یمن بھیجا تو ان اسے ارشاد فرمایا: ''مظلوم کی بددعا سے بچے رہنا، کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ (یعنی رکاوٹ) نہیں ہے۔''

نبی کریم ﷺ ہمیشہ اپنے صحابہ کرام ؓ کو ظلم کے ارتکاب سے سخت تنبیہ فرماتے رہتے تھے اور انہیں ظلم کے برے نتائج اور دردناک اثرات سے آگاہ فرماتے رہتے تھے۔ نیز دوسری طرف مختلف جائز طریقوں سے مظلوم کی نصرت و حمایت کرنے، دوسروں کی عزت و آبرو، ان کی املاک و جائیداد کی حفاظت کرنے اور ہر حال میں لوگوں کے درمیان عدل و انصاف قائم کرنے پر ابھارتے رہتے تھے، اور انہیں بتاتے کہ مظلوم کی دعا کے لیے آسمان کے دروازے ہمیشہ کھلے رہتے ہیں۔ لہٰذا اس کی دعا کبھی رد نہیں ہوتی ہے، کیونکہ جس طرح سے اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کریمہ کے اوپر ظلم کو حرام فرمالیا ہے اسی طرح سے اس نے لوگوں کے درمیان بھی ظلم کو حرام قرار دیا ہے، چنانچہ جو ظلم و ستم کرتا ہے اسی کے اوپر اس کے ظلم و ستم کا وبال آ گرتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کے فرمان اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ (یعنی رکاوٹ) نہیں ہے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی دعا بنا کسی قید و شرط کے قبول ہوتی ہے اور اسے سیدھے اللہ کی بارگاہ میں قبولیت کا پروانہ ملتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ حق کا فیصلہ فرمائے۔ چنانچہ جب مظلوم اللہ کی بارگاہ میں دعا کرتا ہے اور وہ قبولیت کا یقین رکھتا ہے تو اس کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ سب گناہوں میں سے ظلم ایسا بے رحم گناہ اور بدتر خطا ہے کہ چاہے کافر کے ساتھ بھی کیا جا رہا ہو تو اللہ کریم کو برداشت نہیں ہے۔ لہٰذا ہر حال میں ظلم سے بچنے کی تاکیدی وصیت فرمائی گئی ہے۔

اللہ رب العزت ہم سب کو ظلم سے بچنے کی توفیق نصیب فرمائے اور ہمارے اندر فکر آخرت پیدا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

نوٹ: دیکھنے میں آتا ہے کہ کچھ لوگ اللہ کے ذکر، اُس کی عبادت اور ریاضت میں تو بھرپور انداز میں مصروف رہتے ہیں لیکن مخلوق خدا کے حقوق تلف کرنے اور اُن پر زیادتی کرنے سے گریز نہیں کرتے مذکورہ بالا تحریر سے یہ واضح نتیجہ نکلتا ہے کہ ایسے لوگ خسارے میں رہیں گے۔

روداد متبادل سالانہ اجتماع زون وسطی تنظیم اسلامی پاکستان

19، 20 نومبر 2022ء کو زون وسطی کا اجتماع قرآن اکیڈمی فیصل آباد میں منعقد کیا گیا۔

زون کے تمام حلقہ جات فیصل آباد، حلقہ ساہیوال ڈویژن، حلقہ پنجاب جنوبی، حلقہ بہاولنگر سے رفقاء نے بھرپور شرکت کی۔ اس اجتماع کی صدارت جناب ڈاکٹر عبدالسمیع مشیر خصوصی امیرِ محترم وصدر انجمن خدام القرآن فیصل آباد نے کی۔

19 نومبر کے دروس و خطابات

اجتماع کا آغاز تلاوتِ قرآن مجید سے کیا گیا۔ اس کے بعد سورۃ الحدید کی آیت 25 کا درس قرآن ہوا۔ انبیاء علیہم السلام کے مقصدِ بعثت نظام عدل کے قیام پر سیر حاصل گفتگو کی۔ اس کے بعد امیر محترم کا افتتاحی خطاب بذریعہ ویڈیو لنک سنا گیا جس میں امیر محترم نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد منتظمین اور شرکاء کا شکریہ ادا کیا۔ اور سالانہ اجتماع کی منسوخی کی وجوہات رفقاء کے سامنے بیان کیں۔ دوران اجتماع سمع وطاعت کی پابندی کے حوالے سے خصوصی توجہ دلائی۔ اجتماع کے فوائد اور برکات کی اہمیت کو بھی واضح کیا۔ دین کے غلبہ کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے رفقاء کو اس مشن میں جان ومال لگانے کی ترغیب وتشویق دلائی۔

بعد میں ناظم اجتماع محترم محمد ناصر بھٹی نے شرکاء کو انتظامی حوالے سے ہدایات دیں۔

تنظیم اسلامی کے بزرگ رفیق پروفیسر خلیل الرحمن نے اپنے خطاب میں کہا کہ اجتماعی نظام کے کسی گوشے میں تبدیلی پیدا ہوجانا انقلاب کہلاتا ہے۔ تاریخِ انسانی میں ہمہ گیر اور مکمل انقلاب ایک ہی مرتبہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں برپا ہوا۔ اور اس کی بنیاد ''صحیفہ انقلاب'' قرآن حکیم تھا۔

تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب جنوبی کے رفیق جناب جام عابد حسین نے آیاتِ قرآنی کے ذریعے واضح کیا کہ اللہ کے نزدیک اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے۔ لیکن آج اسلام کو ایک پرائیویٹ معاملہ بنا کر پیش کیا جارہا ہے اور اجتماعی زندگی سے نکال کر صرف انفرادی زندگی تک محدود کر دیا گیا۔ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم لوگوں کے سامنے اسلام کے جامع تصور کو واضح کریں۔

ہمارے دینی تقاضے کے عنوان پر پنجاب جنوبی کے ناظم دعوت جناب محمد سلیم اختر نے سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ بندگی رب، بندگی کی دعوت اور نظام بندگی کے قیام کی جدوجہد کو احسن انداز میں بیان کیا۔

ڈاکٹر طاہر خاکوانی نے بیعتِ سمع وطاعت کی اہمیت اور تقاضے بیان کیے۔

محترم فیصل افضل نے خلافت کی خوشخبری اور اسد انصاری نے فطوبیٰ للغرباء کے عنوان کے تحت حدیث بیان کی۔

امیرِ حلقہ فیصل آباد جناب نعمان اصغر نے رسولِ انقلاب کا طریقِ انقلاب کے موضوع پر گفتگو کی۔

حافظ کاشف فاروق نے انفرادی دعوت کے عملی تجربات بیان کیے۔

محترم قاری محمد ندیم نے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے عنوان کے تحت حدیث بیان کی۔

''زمانہ گواہ ہے'' کے پروگرام: تنظیم اسلامی: ماضی، حال، مستقبل'' کی ویڈیو ریکارڈنگ دکھائی گئی۔

جناب محمد امین نوشاہی نے التزام جماعت کے عنوان پر حدیث بیان کی۔

بانی محترم کا خطاب بذریعہ ویڈیو دکھایا گیا۔

20 نومبر کے دروس وخطابات

انجینئر فیضان حسن نے سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر 261 کے تحت انفاق فی سبیل اللہ کے موضوع پر دل پذیر گفتگو کی۔

امیر حلقہ پنجاب جنوبی جناب مرزا قمر رئیس نے اپنے خطاب میں مروجہ مذہبی و سیاسی تنگ نظری کے رفقاءِ تنظیم پر اثرات اور اس کے تدارک کے حوالے سے جامع خطاب کیا۔ اور رفقاء کو پیغام دیا کہ وہ کسی مسلک یا سیاسی جماعت کی نمائندگی کی بجائے اس بات پر غور کریں کہ ہم خود کس چیز کے داعی ہیں۔

''احیائی مساعی کی امین: تنظیم اسلامی'' کے موضوع پر انجینئر عبداللہ اسماعیل نے سیر حاصل گفتگو کی۔

ڈاکٹر عبدالسمیع نے ''اقامتِ دین اور میرا گھر'' کے عنوان تحت رفقاءِ تنظیم کو انتہائی قیمتی وگراں قدر مشورے بھی دیے اور نصیحتیں بھی کیں۔ ذمہ داری کا احساس بھی دلایا کہ ہم نگران ہیں اور ہم اپنے گھر والوں کی تربیت کے ذمہ دار ہیں۔ قیامت کے روز ان کے بارے میں ہم سے باز پرس ہوگی۔

ڈاکٹر عارف رشید نے ناظمہ عالیہ کا پیغام سنایا جو کہ بذریعہ ویڈیو لنک دکھایا گیا۔

امیر محترم نے اختتامی خطاب فرمایا جس میں انہوں نے رفقاء کو گزشتہ سالانہ اجتماع کے اہداف کی یاددہانی کے ساتھ اس سال کے اہداف بھی بتائے۔ جن میں دو اہداف پہلے ہی ہیں۔ اور پانچ مزید اہداف دیے۔ امیر محترم کی دعا کے ساتھ ہی متبادل سالانہ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

تنظیم اسلامی ملتان شمالی کے تحت ایک روزہ دعوتی پروگرام

تنظیم اسلامی ملتان شمالی کے اسرہ غازی آباد کے زیراہتمام 11 دسمبر 2022 بروز ہفتہ غازی آباد کی مسجد حسنین میں ایک روزہ پروگرام منعقد ہوا جس میں 25 رفقاء نے شرکت کی۔ نماز عصر تمام رفقاء نے مسجد حسنین میں ادا کی۔ نماز کے بعد امیر مقامی تنظیم ملتان شمالی جناب محمد شہر یار خان نے رفقاء کو خوش آمدید کہا اور پروگرام کے حوالے سے ہدایات دیں۔ بعد نماز مغرب نقیب اسرہ عبداللہ عامر نے ''دنیا کی عظیم نعمت: قرآن حکیم'' کے موضوع پر درس قرآن دیا۔ بعد نماز عشاء رفیق تنظیم جمشید الرحمن نے سیرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حوالے ایک صحابی رسول ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کیا۔ رات سونے سے قبل رفیق تنظیم محمد حاشر اعوان نے سونے کے اذکار یاد کرائے۔ اتوار 12 دسمبر 2022 کی صبح نماز فجر کے بعد محمد شہر یار خان نے دین اسلام کے تقاضوں پر تفصیلی درس قرآن دیا۔ درس میں 100 کے قریب نمازیوں نے شرکت کی۔ ناشتہ کے بعد رفقاء کے درمیان امیر مقامی تنظیم نے تنظیم اسلامی کی دعوت پر مذاکرہ کرایا جس میں رفقاء نے دلچسپی سے حصہ لیا۔ اس کے بعد رفیق تنظیم عدنان حسیب نے اسلام کا جامع تصور نامی کتاب کا اجتماعی مطالعہ

کرایا۔ دن 11:00 بجے تک یہ پروگرام جاری رہا۔ اس کے بعد مقامی امیر نے رفقاء کا شکریہ ادا کیا اور تمام رفقاء اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔ (مرتب: محمد شہریار خان)

مرکز تنظیم اسلامی دارالاسلام میں منعقدہ اجتماع میں شریک رفقاء کے تاثرات

19 تا 20، نومبر 2022ء کو دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی میں سالانہ اجتماع کے متبادل کے طور پر لاہور کے دو حلقہ جات، حلقہ گوجرانوالہ اور حلقہ سرگودھا کے رفقاء کا دو روزہ اجتماع منعقد ہوا جس کی روداد ندائے خلافت میں شائع ہو چکی ہے۔ اجتماع میں شریک چند رفقاء سے ذاتی تعارف اور تنظیمی تعلق کے حوالے سے مختصر گفتگو ہوئی جو ندائے خلافت کے قارئین کی نظر ہے۔

محترم عبدالعزیز اعوان تنظیم اسلامی گلبرگ کے امیر ہیں۔ بہاولپور میں سالانہ اجتماع کی منسوخی اور متبادل اجتماعات کے انعقاد کے حوالے سے انہوں نے کہا کہ مرکزی سطح پر منعقد ہونے والا سالانہ اجتماع لازماً منعقد ہونا چاہیے۔ سال میں ایک بار ہی سہی پورے ملک سے آئے رفقاء کی زیارت اور اُن سے ملاقات کا موقع میسر آتا ہے، مرکزی سطح کے قائدین کے خطابات سے بھی استفادے کا موقع میسر آتا ہے۔ مرکزی اجتماع کی افادیت مسلم ہے، اس سال سالانہ اجتماع نہ ہو سکا بہرحال اس کی کمی تو محسوس ہوئی ہے۔

محترم عمر بشیر فیصل ٹاؤن حلقہ لاہور غربی کے مبتدی رفیق ہیں۔ اجتماع کے جملہ پروگراموں سے پوری طرح مطمئن اور خوش نظر آئے۔

محترم سہیل انجم فیروز پور روڈ تنظیم کے امیر کی حیثیت سے اپنے فرائض ادا کر رہے ہیں۔ بہاولپور میں منعقد ہونے والے مرکزی اور کل پاکستان اجتماع کی افادیت اور اثر پذیری کے شدت سے قائل ہیں۔ البتہ ان کے نزدیک دو روزہ متبادل علاقائی اجتماع کی افادیت اپنی جگہ اہم اور مفید رہی۔

محترم بابو سجاد حسین ٹاؤن شپ لاہور غربی سے تنظیم اسلامی سے وابستگی رکھتے ہیں۔ نقیب اُسرہ کے طور پر ذمہ داری ادا کر رہے ہیں۔ کل پاکستان سطح پر مرکزی اجتماع کے انعقاد کی افادیت کے پیشِ نظر' مرکزی اجتماع ہی کے انعقاد کو بہتر سمجھتے ہیں کہ پورے ملک میں رفقاء کی ملاقات کا واحد موقع یہی سالانہ اجتماع ہوتا ہے۔

محترم ثاقب ادریس نے تنظیم اسلامی شاہدرہ/ فیروز والا سے اپنی تنظیمی سفر کا آغاز کیا، اب واپڈا ٹاؤن تنظیم سے وابستہ ہیں مرکزی اجتماع کی منسوخی کے بعد متبادل اجتماع کے انعقاد کو مناسب اور موزوں سمجھتے ہیں۔ البتہ مرکزی سطح پر کل پاکستان اجتماع کی افادیت کو زیادہ موزوں قرار دیتے ہیں۔

محترم ذیشان محمود گزشتہ چودہ سال سے تنظیم میں شامل ہیں اور آج کل انجینئر ٹاؤن کے مقامی امیر کے فرائض ادا کر رہے ہیں۔ ملک میں قائم دیگر دینی تنا ظیم اور اُن کی دعوت و طریق کار سے بھی بخوبی واقفیت کے بعد تنظیم اسلامی میں شامل ہونے کی وجہ بیان کرتے ہوئے انہوں نے تنظیم اسلامی کے فکر اور طریق کار ''منہج انقلاب نبوی ﷺ'' کو تنظیم اسلامی کی شناخت اور پہچان قرار دیا۔ سالانہ اجتماع کے متبادل کے طور پر مرکز دارالاسلام سمیت چھ مقامات پر بیک وقت منعقدہ اجتماعات میں نئے مقررین کی رونمائی کو مثبت قرار دیتے ہیں۔ مرکزی سالانہ اجتماع کی افادیت اپنی جگہ البتہ مختلف مقامات میں علاقائی اجتماعات کا انعقاد ایک اچھا کامیاب تجربہ ہے۔

محترم قاری مقبول احمد تمیمی فیصل آباد میں 1989ء میں تنظیم اسلامی کی دعوت سے روشناس ہوئے اور تنظیم کے رکن بنے۔ قاری صاحب آج کل تنظیم اسلامی شیخوپورہ جنوبی سے وابستہ اور تنظیم کے ملتزم رفیق ہیں۔ دو روزہ اجتماع کے جملہ پروگراموں سے مطمئن اور متفق ہیں۔ البتہ "زمانہ گواہ ہے" میں امرائے تنظیم کے مابین تقابل کو درست نہیں سمجھتے۔ یہ تھے دو روزہ اجتماع کے حوالے سے چند رفقاء کے تاثرات۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری دینی اور تحریکی زندگی کو مزید کامیابی و کامرانی سے ہمکنار کرے۔ آمین

(رپورٹ: نعیم اختر عدنان، ناظم نشر و اشاعت، حلقہ لاہور شرقی)

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(02 تا 6 دسمبر 2022ء)

جمعرات (یکم دسمبر) کو مرکزی عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی۔ بعد نماز ظہر شعبہ تربیت اور بعد نماز عصر شعبہ نظامت سے میٹنگ کیں۔

جمعہ (02 دسمبر) کو قرآن اکیڈمی لاہور کی مسجد میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ شام کو' امیر سے ملاقات'' کی ریکارڈنگ کروائی۔

ہفتہ (03 دسمبر) کی صبح مرکز میں تربیتی کمیٹی کے اجلاس میں شرکت کی۔ بعدازاں کراچی واپسی ہوئی۔

اتوار (04 دسمبر) کو انجمن خدام القرآن سندھ کے سالانہ اجلاس میں شرکت کی اور '' قرآن کے انقلابی منشور'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ شام کو ایک مسجد میں عمومی اجتماع سے ''نیک گھرانہ'' کے موضوع پر خطاب کیا۔

پیر، منگل (5، 6 دسمبر) کو کراچی میں معمول کی مصروفیات رہیں اور ریکارڈنگ کروائی۔

قائم مقام نائب امیر محترم اظہر بختیار خلجی سے تنظیمی امور کے حوالے سے آن لائن رابطہ رہا۔

ضرورت رشتہ

☆ حیدر آباد میں رہائش پذیر رفیق تنظیم کو اپنی ہمشیرہ، عمر 26 سال، تعلیم صرف ناظرہ قرآن، بیوہ (ایک بیٹا) کے لیے دینی مزاج کے حامل پہلی یا دوسری شادی کرنے والے نوجوان کا رشتہ درکار ہے۔ حیدر آباد یا کراچی میں رہائش پذیر قابل ترجیح۔ برائے رابطہ: 0300-8029788

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کر لیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

Double standards and Deliberate ambiguity

By: Raza ul Haq

Israel's nuclear program has been in the limelight since Mordechai Vanunu's disclosures in 1986 and the detailed history provide by Seymour Hersh in 1991 (The Samson Option). Israel's 'Deliberate Ambiguity' about its nuclear weapons demonstrates a candid intent of inflicting scorched earth wars using horrific weapons and extra-judicial executions against Palestinians who live within historic Palestine, Lebanon, Syria, and Jordan. Israel and its allies use legal casuistry to shape ambiguity about Israel's immorality and criminality, and Israel endangers the entire world should Israel follow through with threats to deploy nuclear weapons – "all options are on the table", a threat currently manifested by fomenting an attack on Iran. There is an evident collusion of the West in Israel's official policy of 'Deliberate Ambiguity'. The West has double standards when it comes to Israel and Muslim countries. In 2009,Helen Thomas, Washington Post doyenne and member of the White House Press Core, asked Obama at his first news conference if he knew of any country in the Middle East that has nuclear weapons, and he replied that he didn't want to "speculate."

Israel gained access to nuclear weapons production in 1957 through French socialist governments. Ben-Gurion was passionately committed to nuclear weaponization. Current estimates (Janes, SIPRI) are that Israel possesses between 100 and 300 nuclear warheads, deployable by land, air, or sea. Israel's Jericho I, II and III long-range surface-to-surface missiles are nuclear capable and have a range up to 7,800km (4,800 miles). Israel's nuclear warheads can also be deployed by American-supplied F-16 jets. Germany subsidized the sale of Dolphin-class submarines to Israel, partly as "Holocaust reparation". These submarines are capable of carrying nuclear warheads.

Israel is not a signatory of the Non-Proliferation Treaty, thereby blocking inspection by the International Atomic Energy Agency (IAEA). The U.S. and France fully cooperated with Israel's nuclear program: Senator Stuart Symington, a ranking member of the Senate Armed Services Committee, told Shimon Peres "Don't be a bunch of fools. Don't stop making atomic bombs. And don't listen to the administration. Do whatever you think best".

By 1968 Israel had completed its Dimona reprocessing plant and was in full-scale production. Its uranium ore had been purchased from the Argentina dictatorship and

apartheid South Africa, and Israel proposed to help South Africa develop a bomb.

In 2014, the US and Canada were among five countries to oppose a UN Arab resolution criticizing Israel for refusing to join the NPT. As a non-signatory, Israel is not subject to inspection by the International Atomic Energy Agency (IAEA), but Iran, a signatory of the NPT, a country without nuclear weapons, is subject to inspections and sanctions.

Israel as a non-signatory to the NPT is allowed to participate in NPT review conferences, and in 2015 successfully blocked a move to take all nuclear weapons off high-alert status at a time of nuclear threat in Russia/Ukraine. As the only Middle East country to possess nuclear weapons, Israel does not participate in UN meetings of Middle East states to establish a nuclear-free zone in the Middle East.

An article by Martin Sherman in the U.S. Reform Judaism magazine is shocking in its unambiguous justification for using nuclear weapons. The article, "Strategic Bedfellows", is about the weapons transactions between Israel and India "In 2003, Yuval Steinitz, then head of the Israeli Knesset's Foreign Affairs and Security Committee, assessed the strategic alliance with India as "a very high priority, second only to relations with the United States." He negotiated a strategic nuclear cooperation agreement with Indian Home Minister L. K. Advani, predecessor to Modi and also a member of the BJP and RSS, in which the two countries permitted themselves to launch a second-strike if attacked by nuclear, chemical, or biological warfare. This means nuclear weapons against a non-nuclear strike.

All this doublespeakis a bizarre enactment of facile duplicity and hypocrisy at the highest international levels.

انا للہ وانا الیہ راجعون — دعائے مغفرت

☆ حلقہ اسلام آباد کے امیر ڈاکٹر ضمیر اختر خان کے والد محترم وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0302-5089782

☆ حلقہ کراچی وسطی کے منفرد رفیق محترم محمد طارق کے والد وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0343-3184056

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمَا وَارْحَمْھُمَا وَاَدْخِلْھُمَا

فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمَا حِسَابًا یَّسِیْرًا

شعبہ خط و کتابت کورسز کی تاریخ میں ایک اور سنگِ میل کا اضافہ!!

آن لائن کورس

- کیا آپ جاننا چاہتے ہیں؟ از روئے قرآن ہماری دینی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ نیکی اور تقویٰ اور جہاد اور قتال کی حقیقت کیا ہے؟
- کیا آپ دین کے جامع اور ہمہ گیر تصور سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ قرآن حکیم کی فکری اساس اور بنیادی عملی ہدایات سے روشناس ہونا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ نجی مجالس میں اسلام پر ہونے والی تنقید کا مناسب اور مدلل جواب دینے کی اہلیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟

تو

صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم و مغفور کے مرتب کردہ

"مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب" پر مبنی

"قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی کورس" سے استفادہ کیجیے

یہ کورس (جو ایک عرصہ سے بذریعہ خط و کتابت کروایا جا رہا ہے) شائقین علوم قرآنی کی دیرینہ خواہش پر

الحمد للہ!

اب یہ کورس آن لائن (ONLINE) بھی شروع ہو چکا ہے

برائے رابطہ: انچارج شعبہ خط و کتابت کورسز، قرآن اکیڈمی، 36-K، ماڈل ٹاؤن، لاہور

فون: (92-42)35869501-3 E-mail:distancelearning@tanzeem.org

Vol. 31 Regd. C.P.L NO. 114 No.49

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore